مولانا حسنین رضا خان
بریلوی

حیات اور تحریرات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے تلمیذ و خلیفہ

مولانا حسنین رضا خاں بریلوی

حیات اور خدمات

محمد شہاب الدین رضوی

رضا اکیڈمی

۲۶، کامبیکر اسٹریٹ، بمبئی ۳

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے بھتیجے، داماد اور خلیفۂ مجاز

مولانا حسنین رضا خاں بریلوی

حیات اور خدمات

محمد شہاب الدین رضوی

رضا اکیڈمی بمبئی

نام کتاب : ـــــــــ مولانا حسنین رضا خاں بریلوی حیات اور خدمات
مصنف : ـــــــــ مولانا محمد شہاب الدین رضوی
نظر ثانی : ـــــــــ ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب بریلوی، ایم اے، پی ایچ ڈی
تکمیل آرزو ـــــــــ مولانا الحاج محمد سعید نوری ، رضا اکیڈمی بمبئی
ضخامت : ـــــــــ ۱۳۸ صفحات
سالِ اشاعت : ـــــــــ ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء
کتابت : ـــــــــ محمد افتخار انجم شہابی ، پورنوی ، کاتب سنی دنیا بریلی
ناشر : ـــــــــ رضا اکیڈمی ، ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳
تقسیم کار : ـــــــــ فاروقیہ بکڈپو، مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶

رابطہ
رضا اکیڈمی
۲۶، کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳ فون ۳۴۳۴۶۸۱

نذرِ عقیدت

ان دو مشفق استادوں کے نام

حضرت علامہ سید شاہد علی رضوی ، رامپوری
شیخ الحدیث و ناظم اعلیٰ الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رام پور

حضرت مولانا محمد انور علی رضوی بہرائچی
شیخ الادب مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف

جنکی دعاؤں ، شفقتوں ، محبتوں اور رہنمائی کا علمی فیضان پاتا ہوں

احقر محمد شہاب الدین رضوی غفرلہ

تاثرات

از:- امینِ شریعت حضرت علامہ مولانا سبطین رضا خاں قادری ، بریلوی

عزیزی مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب سلمہٗ ایڈیٹر ماہنامہ سنّی دنیا بریلی شریف کی زیرِ نظر تازہ ترین تصنیف "مولانا حسنین رضا خاں حیات و خدمات"، کا مسودہ جستہ جستہ دیکھنے میں آیا جو احقر کے والد ماجد استاذ العلماء حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان پر مشتمل ایک تفصیلی جائزہ ہے، ماشاء المولی الکریم بہت خوب ہے۔

اس کام کے لئے مواد کی فراہمی کے سلسلہ میں، جانفشانی، محنت، دوڑ دھوپ، تلاش و تجسس، متعدد کتب و رسائل کی ورق گردانی اور پھر ان سب مضامین کو یکجا کر کے حسن ترتیب کیساتھ صفحاتِ قرطاس پر قلم کی روانی کے جوہر دکھانا کوئی معمولی بات نہیں

اس سے پہلے بھی جد امجد استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب حسن بریلوی پر سنّی دنیا کا ایک شاندار و قیع نمبر نکال چکے ہیں، علاوہ ازیں احقر کے پردادا حضرت مولانا نقی علیخاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اسی نام سے ایک کتاب انکی شائع ہو چکی ہے۔ نیز "جماعت رضائے مصطفیٰ"، کے (نام سے اس جماعت کی جو امام اہلسنّت اعلیٰحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہٗ کے زمانہ اقدس میں قائم ہوئی تھی اور اس کے بعد حضرت حجۃ الاسلام، مفتی اعظم ہند اور والد ماجد علیہم الرحمۃ والرضوان کی زیر نگرانی ایک عرصہ دراز تک بیشمار قابل قدر دینی و ملی خدمات انجام پاتی رہیں) اسکی پوری تاریخ لکھدی اور وہ بھی چھپ چکی ہے ایکطرف انکی تو عمری اور دوسری جانب ان کارہائے نمایاں کو دیکھکر بے اختیار زبان پر آتا ہے ؎ ایں سعادت بزور بازو نیست - تانہ بخشد خدائے بخشندہ - حقیقت تو یہ ہے کہ جو کام ہملوگوں سے نہ ہو سکا تو انھوں نے کر دکھایا۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ انکی عمر وعلم میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے، دین و دنیا کی بھلائیاں نصیب فرمائے، اور زیادہ

سے زیادہ دینی خدمات کے مواقع نصیب فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ساتھ ہی رضا اکیڈمی بمبئی کے ارکان بالخصوص جناب سعید نوری صاحب قابل مبارکباد ہیں جنھوں نے اسلاف کے کارناموں کو اجاگر کرنے کے لئے اسطرح کی کتابوں کی اشاعت کا بیڑا اٹھا رکھا ہے کہ یہ بھی مخلوق خدا کی ہدایت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ انھیں اور انکے تمام احباب معاونین کو جزاء خیر عطا فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

دعاگو

گرد رہِ مصطفیٰ

احقر سبطین رضا عفرلہٗ

۲۷ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

از :۔ یادگارِ سلف حضرت مولانا مفتی حبیب رضا خاں قادری رضوی بریلوی

عزیزی مولوی محمد شہاب الدین ازہری رضوی سلمہٗ، کئی سال قبل بریلی آئے یہاں انھوں نے پڑھنا شروع کیا مدرسہ میں داخلہ لیا اور ازہری مہمان خانہ میں رہنا شروع کیا۔ ازہری میاں صاحب کے رہائشی مکان پر میری اُن سے ملاقات ہوتی تھی، مصافحہ کرکے یہ ہٹ جاتے تھے۔ اس وقت انکی عمر غالباً چودہ پندرہ سال تھی۔ میں اُن کے متعلق صرف اتنا جانتا تھا کہ یہ کہیں باہر سے آئے ہوئے طالب علم ہیں۔ فارسی، عربی کی ابتدائی کتب پڑھتے ہیں۔ بولتے بہت کم ہیں۔ کافی دنوں کے بعد جب میں نے انکی مختصر سی گفتگو سنی تو مجھے انکی ذہانت کا اندازہ ہوا۔ اس کے بعد سے جب کبھی یہ مجھے نظر آتے تو سلام اور مصافحہ کے بعد کم از کم انکی خیریت ضرور دریافت کرلیتا، یہ سلسلہ جاری رہا اس طرح سال دو سال گذر گئے۔ پھر یہ رامپور چلے گئے مدرسۃ الجامعۃ الاسلامیہ رام پور میں پڑھتے رہے، رامپور کے زمانہ قیام میں انھوں نے اپنی مشہور کتاب "مفتی اعظم اور اُن کے خلفاء" لکھی یہی کتاب انکی شہرت کا سبب بنی۔ اس وقت مولوی شہاب الدین صاحب کے چہرہ پر داڑھی بھی نمودار نہیں ہوئی تھی انکی کمسنی اور کتاب کی ضخامت دیکھ کر لوگ حیرت کرتے تھے اس سے پہلے بھی دو ایک رسالے لکھ چکے تھے مگر کتاب "مفتی اعظم اور انکے خلفاء" کی اشاعت سے یہ ملک میں متعارف ہوئے اور اہلِ علم و اہل قلم حضرات نے ان کو سراہا۔ "کتاب مفتی اعظم اور انکے خلفاء" کی اشاعت کے بعد جو شہرت و عزت انکو حاصل ہوئی اس کو ہضم کرنا آسان نہ تھا خصوصاً اس کمسنی میں انکے مغرور ہوجانے کا خطرہ تھا مگر الحمد للہ ثم الحمد للہ شہاب الدین کی منکسر المزاجی میں کچھ فرق نہ آیا۔ البتہ اس کامیابی سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ تصنیف و تالیف کا شوق بڑھ گیا۔ اس کے بعد جو کتابیں انھوں نے ہم کو دیں وہ اپنے موضوعات کے اعتبار سے

نہایت مفید اور کارآمد ہیں، انمیں چند کتابیں یہ ہیں۔ حضرت مولانا نقی علیخاں صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کے حالات میں ایک مختصر رسالہ لکھا اس موضوع پر ابتک کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی گئی تھی مولوی شہاب الدین سلمہ نے تقریباً سو کتب و رسائل میں بکھرے ہوئے حالات کو بہت تلاش و جستجو کے بعد ایک رسالہ میں جمع کردیا جس سے اعلیحضرت علیہ الرحمہ کے والد ماجد کے متعلق ہمیں اچھی واقفیت حاصل ہوئی اس کتاب کے مطالعہ سے پہلے عام طور پر لوگ اتنا ہی جانتے تھے کہ اعلیحضرت علیہ الرحمہ والرضوان کے والد ماجد تھے، بڑے عالم تھے۔ صاحب جائداد رئیس تھے، بریلی کے رہنے والے تھے مگر اب اس رسالہ کو مطالعہ کرنے والے لوگ حضرت مولانا نقی علیخاں صاحب کے حالات کا خاصا علم رکھتے ہیں، اور وہ بھی تاریخ کے مستند حوالوں کے ساتھ۔ اس کتاب کے ذریعہ ہمیں حضرت مولانا نقی علیخاں صاحب علیہ الرحمہ کے تصنیف کردہ کتب و رسائل کے ناموں کی فہرست معلوم ہوئی اور انکے موضوعات کا پتہ چلا۔

اس کے بعد انھوں نے استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ (برادر اوسط اعلیحضرت علیہ الرحمہ) پر ایک ضخیم نمبر نکالا یہ نمبر ادارہ ماہنامہ سنی دنیا کیجانب سے طبع ہوکر شائع ہوا اس عظیم ضخیم نمبر سے حضرت استاذ زمن کے حالات زندگی معلوم ہوئے انکی تصنیفات کی فہرست ملی اور انکے موضوعات کا علم ہوا۔ اور انکی تصنیفات کے بارے میں اہلِ علم و فن کی رائیں معلوم ہوئیں جس سے انکی اہمیت و افادیت کا پتہ چلا۔ خصوصاً اعلیحضرت رضی اللہ عنہ، کی رائے اُن کی تصنیفات کے متعلق معلوم ہوئی۔ جو بے انتہا اہمیت کی حامل ہے۔

انھوں نے جماعت رضائے مصطفےٰ کی تاریخ لکھی جماعت رضائے مصطفےٰ اعلیحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ، کے زمانہ مبارکہ میں قائم ہوئی۔ اس جماعت نے دین و ملت کی عظیم و جلیل خدمات انجام دیں۔ اگر مولوی شہاب الدین سلمہٗ اس جماعت کی تاریخ (ہسٹری) نہیں لکھتے تو کچھ زمانہ کے بعد قوم جماعت کی خدمات کو بالکل بھول جاتی۔ اور جماعت کے قیام و استحکام کے لئے اعلیحضرت کے خاندان

تلانذہ ، خلفاء اور مریدین نے جو قربانیاں دیں انکو موجودہ نسل کسطرح جانتی۔

پیشِ نظر کتاب فقیر کے والد ماجد حضرت مولانا حسنین رضا خاںؒ صاحب علیہ الرحمہ کی مختصر سوانح عمری ہے۔ حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے منجھلے صاحبزادے، اعلیٰ حضرت کے بھتیجہ، شاگرد، خلیفہ اور دینی وملی مہمات میں اعلیحضرت کے خاص معین ومددگار تھے۔ مجھے بہت مسرت ہے کہ اُن کے حالات اب محفوظ ہوگئے۔ یہ سارے کام جن کا اس مضمون میں ذکر ہوا ہمارے کرنے کے تھے مگر ان کو مولوی شہاب الدینؒ نے کیا میں انکا شکرگذار ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے آمین۔

اس مضمون کے آخر میں برادر دینی ویقینی جناب محمد سعید نوری صاحب (ساکن بمبئی) کا شکریہ ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ جنھوں نے مالی تعاون دیکر شہاب الدین صاحبؒ کی محنت کو ٹھکانے لگایا۔ مولیٰ تعالیٰ انکو جزاء خیر عطا فرمائے آمین

فقیر محمد حبیب رضا خاںؒ قادری رضوی
۲۳ مئی ۹۸ء مطابق ۲۶ محرم ۱۴۱۹ھ

حرفِ آغاز

سرزمین بریلی کو روہیلکھنڈ کے دارالسلطنت ہونے کا فخر حاصل ہے۔ مگر موجودہ زمانہ میں پورے ملک ہندوستان کے لئے باعثِ فخر وناز ہے، کہ اسی زمین نے وہ لعل وگوہر پیدا کئے جن کی چمک ودمک پوری دنیا میں محسوس کی جارہی ہے۔ ان کے فیوض علمی وروحانی سے جہانِ عالم کے انسان فیض یاب ہورہے ہیں۔

علماء ومشایخ اور صوفیا کی آماجگاہ ہونے سے بریلی کو "شریف" ہونے کا درجہ ملا۔ گہوارۂ علم وادب، مرکز اہلِ سنت وجماعت، منبع تمدن، درسگاہ اخلاق وشرافت، علماء ومشایخ، فقہا ؤ محدثین، حکماء وادباء اور شعراء کا مسکن بڑی تاب وتوانائی کے ساتھ افق ہند پر ابھرا، اور ایک عرصۂ دراز سے اپنی شان وشوکت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ یہاں سے علم وحکمت، فن وفنکار، منازل اوج وعروج طے کرکے معراج کمال کو پہنچے۔

بریلی کے مرکز علم وفضل ہونے کی وجہ سے ہمیشہ مرجع خلائق رہا ہے۔ ذرا ماضی کے دریچے واکریں تو ایسی مہتم بالشان شخصیتیں جلوہ گر ملیں گی جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ روشن روشن ہے، اور انکی روشنی عالم پر محیط ہے

حافظ الملک نواب حافظ رحمت خاں (۱۱۸۸ھ/۱۷۷۴ء) جو روہیلکھنڈ سلطنت کے فرماں روا تھے (۱) مفتی محمد عیوض بریلوی، شہر مفتی تھے۔ ان کا خاندان افتاء کی خدمت میں مصروف رہا، اور متعدد نسلیں مفتی وقاضی کے عہدے پر فائز المرام رہیں۔

---

(۱) الطاف علی بریلوی، سید: حیات حافظ رحمت خاںؒ ص ۱۰ تا ۵۰، کراچی
(۲) محمد ایوب قادری، ڈاکٹر: مولانا احسن نانوتوی، مکتبہ عثمانیہ کراچی ۱۹۶۶

جنرل بخت خاں بریلوی (۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء) جنھوں نے انگریزوں کے خلاف جنگیں لڑیں، اور اُن پر ۳۶ حملے کئے (۱) نواب نیاز احمد خاں ہوش بریلوی۔ (۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء) فصیح و بلیغ شاعر تھے، اور نثر نگار بھی (۲) مفتی عنایت احمد کاکوری ثم بریلوی نے جنگ آزادی میں بے مثال قربانی دی، جزیرۂ انڈمان میں قید کی زندگی بھی گذاری (۳) مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی نے علوم اسلامیہ کی اشاعت کے لئے مکاتب و مدارس قائم کئے (۴) مولانا ہدایت علی فاروقی ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء (۵) مولانا لائق علی بن مولانا قائم علی بریلوی (۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء) نے مدرسہ شریعت کی بنیاد ڈالی (۶) مولانا مفتی رضا علی خاںؒ بریلوی ــــــ (۷) مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی (۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) (۸) مولانا حسن علی علمیؔ بریلوی (۹) مولانا برکات احمد بریلوی (۱۰) نے اہلسنت وجماعت کے فروغ وارتقاء کیلئے جدوجہد کی۔ اور ہر سطح سے مسلمانانِ بریلی کو باطل مذعومات سے بچائے رکھا۔

---

۱ میاں محمد شفیع، کالم نویس: ۱۸۵۷ء پہلی جنگ آزادی ص ۳۰۹، لاہور
۲ لطیف حسین ادیب، سیدؔ، ڈاکٹر: نعت گویان بریلی ص ۱۳۷، لکھنؤ
۳ ماہنامہ ترجمان اہل سنّت کراچی: جنگ آزادی ۱۸۵۷ء نمبر، بابت جولائی ۱۹۷۵ء
۴ محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: مولانا نقی علی بریلوی ص ۴۷، رضا اکیڈمی بمبئی ۱۹۹۵ء
۵ احمد علی خاں شوقؔ، حافظ: تذکرہ کاملان رام پور ص ۱۳۷، خدا بخش لائبریری پٹنہ
۶ محمد حسین، مولانا: مظہر العلماء فی تراجم العلماء والکملا، ص ۲۲، بدایوں۔
۷ رحمان علی خاں، مولوی: تذکرہ علماء ہند ص ۶۴، نولکشور لکھنؤ ۱۹۱۴ء
۸ محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: مولانا نقی علی بریلوی ص ۲۸ تا ۱۳۶، رضا اکیڈمی بمبئی ۱۹۹۵ء
۹ احمد رضا بریلوی، امام: فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۴۷، رضا اکیڈمی بمبئی۔
۱۰ مصطفےٰ رضا بریلوی، مفتیٔ اعظم: الملفوظ حصہ ۳، ص ۲۹، قادری کتاب گھر بریلی

بریلی کی روشن تاریخ کے ہر ہر ورق پر علماء اہلسنّت کی سامراجیوں کے خلاف بے مثال قربانیاں درج ہیں، اور پوری تاریخ اسلاف کے کارناموں سے مملو ہے۔ چاہے وہ میدان درس و تدریس ہو یا تصنیف و تالیف، شعر و شاعری ہو، یا نثر نگاری، ہر جگہ علماء بریلی کی خدمات اور کارنامے بھرے پڑے ہیں۔ (۱)

ماضی قریب پر ذرا طائرانہ نظر ڈالیں تو اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) جیسی عبقری شخصیت جلوہ افروز ملے گی۔ جس کے علم و فضل، زہد و تقوی، تبحر علمی، جودت طبع کا شہرہ صرف ہندستان ہی نہیں بلکہ ایشیا وافریقہ وامریکہ اور عرب کی سرحدوں تک پھیلا ہوا ہے۔ (۲) اس ذات گرامی سے علماء حرمین شریفین نے اجازت وخلافت حاصل کی، اُنکے سامنے زانوے ادب طے کیا۔ (۳) اس کو اپنے لئے باعث فخر تصور کیا، عرب کی سرزمین پر یہ اعزاز کسی ہندی عالم دین کا پہلا اعزاز واکرام تھا، کہ دقیق مسائل کے لئے امام سے رجوع کرتے تھے۔ (۴)

امام احمد رضا بریلوی کے فیضان علم سے پھوٹنے والا چشمہ ایک نہیں تھا، بلکہ سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں سوتے پھوٹے اور دنیا کو سیراب کرنے لگے۔ آپ اور قریب پر نظر ڈالیں گے تو مولانا حسن رضا خاںؒ حسن بریلوی کی نعتیہ اور غزلیہ شاعری کی سحر طرازی (۵) برادر اصغر فاضلِ بریلوی، مفتی

---

(۱) عبد العزیز خاںؒ آسی، مولوی: تاریخ روہیلکھنڈ مملوکہ اسلامیہ لائبریری بریلی
(۲) محمد مسعود احمد، پروفیسر: حیات مولانا احمد رضا خاںؒ، المجمع الاسلامی مبارکپور
(۳) حامد رضا بریلوی، حجۃ الاسلام: الاجازت المتینہ ادارہ تصنیفات رضا بریلی
(۴) محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں۔ مبارکپور
(۵) محمد شہاب الدین رضوی، ایڈیٹر: ماہنامہ سنی دنیا بریلوی، حسن بریلوی نمبر اگست ۱۹۹۴ء

مولانا محمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ (۱) مفتی عبید النبی نواب مرزا بریلوی کی تبحر فقہی (۲) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۲ء) کا عربی ادب (۳) مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی (م ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) کا تقویٰ (۴) شش جہات عالم میں شہرۂ آفاق ہے۔ اور دنیا نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

صاحب تذکرہ مولانا حسنین رضا خاں بریلوی نے ایسے خالص علمی، مذہبی اور فکری ماحول میں پرورش پائی، جو زبان زد عام و خاص ہے۔ اسی ماحول و فضا میں نشو و نما ہوئی جس کا زندگی پر اثر پڑنا فطری امر تھا۔ خانوادۂ حسنین اپنی گونا گوں فضیلت و عظمت، تبحر علمی و نجابت و شرافت کا حامل رہا ہے۔ اور بحمدہ اللہ تعالیٰ آج بھی بطور فخر کہہ سکتا ہوں کہ اسی جاہ جلال، علمی جمال، اور شان و شوکت کے ساتھ فرزندان حسنین خدمت دین و ملت میں مصروف عمل ہیں۔

حضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی کے والد ماجد استاذ زمن مولانا حسن بریلوی جہاں ایک طرف علم و ادب کی تعلیم دے رہے تھے، وہیں دوسری طرف عم محترم امام احمد رضا فاضل بریلوی کی محبت و شفقت کی نظروں کا درس آپ کی رگ رگ میں سرایت کر گیا تھا — مذہبی و ادبی فضا نے انکی طبع رواں کو مہمیز لگائی، مبداء فیاض نے قوت پرواز عطا کی۔ باپ اور چچا کے رجحان فطری سے متاثر ہوئے۔

خاندان حسنین کے بزرگ اگر ایک طرف علم دین کے لازوال خزانوں کے

---

(۱) حامد رضا بریلوی، حجۃ الاسلام: اجتناب العمال عن فتاوی الجہال ص ۷، مطبع تحفہ حنفیہ پٹنہ
(۲) فضل حسن صابری، ایڈیٹر: ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رام پور، ص
(۳) محمد ابراہیم خوشتر رضوی، مولانا: - تذکرۂ جمیل مکتبہ مشرق کانکر ٹولہ بریلی
(۴) محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: مفتی اعظم اور اُن کے خلفاء ج ۱، ص ۸۲، رضا اکیڈمی

مالک تھے، تو وہیں مالی حیثیت سے بھی خوش حال تھے، متعدد گاؤں کی زمینداری اور اپنے وقت کے رئیس بریلی کہلاتے تھے (۱)

مولانا حسنین رضا خاں بریلوی کو سرکار ابد قرار حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق تھا، والہانہ عشق۔ اگر اُن کو عاشق رسول کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا، ایک جگہ فرماتے ہیں۔ (۲)

تیری نعل مقدس جسکے سر پر سایہ گستر ہے	وہی فرماں روائے ہفت کشور ہے سکندر ہے
غضب ہی کر دیا حسنین طیبہ سے پلٹ آئے	وہ جیتے جی کی جنت ہے، وہ جنت سے بھی بڑھکر ہے

تقریباً ۱۹۸۹ء/ ۱۴۰۹ھ کی بات ہے کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی تصانیف جمع کرنے اور مطالعہ کا ذوق و شوق پیدا ہوا۔ اس دوران راقم کو جو بھی تصانیف رضا مل سکیں اُن میں حسنی پریس باہتمام مولانا حسنین رضا خاں کی مطبوعات کثرت سے تھیں۔ ایک کرم فرما بزرگ نے مولانا کا ہی مجلد کیا ہوا۔ ماہنامہ الرضا بریلی کی کاپیاں عنایت فرمائیں۔ مطالعہ کرتا گیا اور کچھ قلبی لگاؤ اور عقیدت و محبت بڑھتی گئی، پھر مولانا حسنین رضا بریلوی کے حالات اور تذکرہ سے متعلق معلومات فراہم کرنے کی کوشش کی تو وہ مایوس کن تھا دل میں یہ خیال یقین محکم کی حیثیت سے ہو گیا کہ آپ کی شخصیت اور کارنامے سے متعلق ایک تاریخی دستاویزی تحقیق کر دی جائے۔ اس ارادہ کو کافی دن گذر گئے تھے ارادے کو تقویت اس وقت ملی جب ۱۹۹۳ء/ ۱۴۱۴ھ میں ہفت روزہ مسلم ٹائمز بمبئی نے امام احمد رضا نمبر نکالنے کا منصوبہ بنایا۔ اور ترتیب و تدوین کی ذمہ داری اخبار کے سرپرست مولانا الحاج محمد سعید نوری نے راقم السطور کے سر ڈالی اور ساتھ

---

(۱) ظفر الدین بہاری، علامہ: حیات اعلیٰحضرت حصہ اوّل قادری کتاب گھر بریلی
(۲) صادق قصوری، مجید اللہ قادری: تذکرۂ خلفاء اعلیٰحضرت ص ۲۲۵، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ۱۹۹۲

خاندان

استاذِ زمن مولانا حسن رضا خاںؒ بریلوی

مولانا حسن رضا خاں بن مولانا مفتی نقی علی خاں بن مولانا رضا علی خاںؒ ۲۲ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ / ۱۹ اکتوبر ۱۸۵۹ء کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ (۱)

مولانا حسن بریلوی نے مروجہ علوم کی تکمیل گھر پر ہی والد ماجد اور برادر اکبر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے حاصل کی۔ (۲) معقولات و منقولات میں مہارت حاصل کرنے کے بعد ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں برادر اکبر فاضل بریلوی کے مشورہ سے ایک مدرسہ بنام "مدرسہ اہلسنّت وجماعت معروف بہ منظر اسلام بریلی،" قائم کیا۔ (۳) مولانا حسن بریلوی بڑے ذہین وفطین تھے، خدا نے طبیعت موزوں عطا کی تھی، شعر گوئی کی طرف راغب ہوئے، اس وقت نواب مرزا داغ دہلوی کا قیام رام پور میں تھا۔ حسن بریلوی رامپور گئے، اور اپنے پھوپھا فضلِ حسن کے یہاں مقیم ہو کر داغ دہلوی کے شاگرد ہوئے۔ اور غزلیہ شاعری میں مہارت حاصل کی، داغ دہلوی اُن پر بہت مہربان تھے، اور اُن کو پیارے شاگرد کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے، مولانا حسن بریلوی نے مرثیۂ داغ میں لکھا ہے!

---

(۱) لطیف حسین ادیب، سید، ڈاکٹر: چند شعراء بریلی، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۷۶ء
(۲) برکت علی نامی بریلوی، حکیم، شاعر: تذکرہ مختصر: مشمولہ ذوق نعت، مطبع اہلسنّت وجماعت بریلی
(۳) حسن رضا خاںؒ بریلوی، مولانا: کوائف اخراجات ص ۲، مطبع اہلسنّت بریلی

پیارے شاگرد تھا لقب اپنا
کس سے اس پیار کا مزا کہیے (۱)

جب مولانا حسن بریلوی رام پور سے بریلی آئے تو عوام نے اُن کو ہاتھوں ہاتھ لیا، وہ بہت مشہور ہو گئے مشاعروں کا وہ زور بندھا کہ باید و شاید۔ مولانا حسن بریلوی نے برادرِ اکبر فاضلِ بریلوی کے مشورہ سے کچھ عرصہ کے بعد بہاریہ شاعری ترک کر کے نعتیہ شاعری کی طرف رخ کیا، وہ نعت و غزل کے اعلیٰ شاعر تھے۔

مولانا حسن بریلوی کی نگرانی میں اور سیّد محمود علی عاشقؔ بریلوی کی ادارت میں "ماہنامہ بہارِ بے خزاں" اور ہفتہ وار روزافزوں بھی جاری ہوا۔ اس عہد کے مذاق کے مطابق پاکیزہ ادب پیش کرتے تھے۔ گلدستہ بہارِ بے خزاں کا فروری ۱۹۰۳ء میں اجرا ہوا، ماہنامہ کا نام داغ دہلوی نے منتخب کیا تھا۔ اخبار ہفتہ وار روزافزوں کا اجراء ۱۹۰۲ء میں ہوا۔ اس کے مدیر سیّد محمود علی عاشقؔ بریلوی تھے جو مولانا حسن بریلوی کے شاگرد تھے۔ مولانا کے زمانہ میں ہی نعتیہ مشاعروں کا رواج پڑا، اِن سے قبل بریلی کے مشاعروں میں بطور ہدیہ و تبریک حمد و نعت و منقبت خوانی ہوتی تھی۔ جب مولانا حسن بریلوی کی نعت گوئی نے ہندوستان گیر شہرت حاصل کی، اور بریلی میں نعت گوئی کو غیر معمولی مقبولیت نصیب ہوئی تب نعت گوئی کے لئے مشاعرے بھی جدا منعقد ہونے لگے۔ (۲)

مولانا حسن بریلوی مذہبی اور مسلکی افکار و عقائد کے اعتبار سے فاضلِ بریلوی کے حامی تھے۔ فاضلِ بریلوی کے زیرِ اہتمام چلنے والی تمام تحریکات میں حصہ لیا، مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں آپ نے باقاعدہ رسالہ ماہنامہ

(۱) حسن بریلوی، مولانا: ثمر فصاحت ص ۲۰۰ مطبع اہلسنّت بریلی
(۲) لطیف حسین ادیب، سید، ڈاکٹر۔ مضمون مشمولہ حسن بریلوی نمبر ماہنامہ سنی دنیا بریلی۔ اگست ۹۴ء

قہر الدیان بریلی سے نکالا غالب گمان یہ ہے کہ قادیانیوں کے رد میں آپ ہی نے سب سے پہلے پہل کی۔ (۱) آپ بہترین نثر نگار بھی تھے۔ متعدد تصانیف زیورِ طبع سے آراستہ ہوئیں۔

امام احمد رضا بریلوی نے آپ کے کلام پر مہرِ تصدیق ثبت فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

> مولانا کافیؔ اور حسنؔ میاں مرحوم کا کلام اوّل سے آخر تک شریعت کے دائرے میں ہے۔ حسن میاں کو میں نے نعت گوئی کے اصول بتادئے تھے، اُن کی طبیعت میں اُن کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی معیارِ اعتدال پر صادر ہوتا، جہاں شبہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیتے۔ (۲)

مولانا حسن بریلوی، برادرِ اکبر امام احمد رضا بریلوی کے دست راست تھے گھر اور زمینداری کے تمام معاملات دیکھتے تھے آپ اپنے بھائی کو دنیوی زندگی سے بے پرواہ رکھا، اور وہ دینی خدمت میں معروف رہے ایک بار کا واقعہ ہے کہ فاضلِ بریلوی کی دو بیٹوں کی شادی کے لئے حاجی احمد اللہ خاںؔ (سمدھی) کا تقاضہ آیا، آپ نے کہا کہ دونوں کی شادی ایک ساتھ کیوں نہ کردیں۔ فاضلِ بریلوی نے فرمایا کہ ایک بیٹی کی شادی کوئی آسان کام نہیں، نہ کہ ایک ساتھ دو بیٹی کی شادی میں لوگ بڑے ساز و سامان کرتے ہیں تم نے کچھ ضروری سامان بھی کرلیا ہے یا مجھ سے تاریخ مقرر کرانے آگئے؟ مولانا حسن بریلوی نے عرض کیا سامان کی تیاری کے متعلق آپ بھابی جان (اہلیہ محترمہ فاضل بریلوی)

(۱) امجد رضا خاںؔ، مولانا: مضمون حسن بریلوی نمبر ماہنامہ سنّی دنیا ص ۴۶، اگست ۱۹۹۴ء
(۲) احمد رضا بریلوی، امام: الملفوظ حصہ دوم ص ۴ کراچی دبریلی

سے دریافت فرمالیجیے"، فاضل بریلوی نے ان سے دریافت کیا، بی بی صاحبہ نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو مسالے بھی پسے تیار رکھے ہیں، دونوں کے جہیز مکمل ہوگئے ہیں۔ برات میں کھانے والے کا کل سامان مہیا ہوچکا ہے، صرف تاریخ کی دیر ہے فاضل بریلوی نے جب بی بی صاحبہ سے یہ الفاظ سنے تو وفور مسرت سے آبدیدہ ہوکر فرمایا:۔

حسن میاں تم نے مجھے دنیا سے بے نیاز کردیا ہے، میری بیٹوں کی شادیاں ہیں۔ میں ان کا باپ ہوتے ہوئے بالکل بے خبر اور آزاد بیٹھا ہوں۔ تم نے مجھے یہ سوچنے کی بھی زحمت نہ دی کہ جہیز میں کیا کیا دیا جائے گا، اور وہ کہاں کہاں سے فراہم ہوگا۔ یا یہ کہ برات میں کیا کیا کھانے دیئے جائیں گے (آبدیدہ ہوکر فرمایا) حسن میاں جو کچھ میں دین کی خدمت کررہا ہوں، اس کے اجر میں باذن اللہ حصہ دار تم بھی ہو، اس واسطے کہ تمھیں نے مجھے دینی خدمات کے لئے دنیا سے آزاد کردیا ہے۔ (۱)

اللہ اللہ یہ کیا باتیں تھیں ______ یہ کیسے لوگ تھے۔ مولانا حسن بریلوی حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔ اور واپسی بعد ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا۔ سٹی قبرستان (بریلی) میں دفن ہوئے۔ (۲)

---

(۱) حسنین رضا خاںؔ بریلوی، مولانا: سیرت اعلیحضرت ص ۵۶، بریلی ۱۹۸۳ء

(۲) راقم السطور نے مولانا حسن بریلوی کے علمی وفنی کارنامے پر ماہنامہ سنی دنیا بریلی کا ایک خصوصی نمبر اگست ۱۹۹۴ء میں ۲۱۶ صفحات پر مشتمل شائع کیا تھا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مولانا کی نثر نگاری، غزلیہ شاعری اور نعتیہ شاعری پر کوئی اسکالر پی ایچ ڈی کرے تاکہ ان کی حیات کے گوشے اور فنی خوبیاں اجاگر ہوں۔ رضوی غفرلہٗ

اولاد

آپ کے تین فرزند تھے۔

۱ حکیم حسین رضا خاں

۲ مولانا حسنین رضا خاںؔ

۳ فاروق رضا خاں (جو جوانی میں انتقال کرگئے، غیر شادی شدہ تھے۔)

۴ انوار فاطمہ عرف انو بی

مولانا حسنین رضا خاںؔ بریلوی پر تفصیلات اگلے صفحات میں ملاحظ فرمائنگے یہاں پر دیگر اولاد کا تعارف کرادینا مناسب ہوگا۔

حکیم حسین رضا خاں بریلوی

استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی کی اولاد میں حکیم حسین رضا خاںؔ سب سے بڑے تھے۔ حکیم صاحب ۱۸۸۸ء / ۱۳۰۶ھ میں محلہ سوداگران میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والدہ ماجدہ سے حاصل کی، اور عربی وفارسی بھی گھر پر والد ماجد اور عم محترم سے پڑھی، لکھنؤ سے تکمیل الطب کی سند حاصل فرمائی۔ (۱)

حکیم حسین رضا خاںؔ، اعلیحضرت امام احمد رضا خاںؔ بریلوی کے خصوصی معالج تھے، امام احمد رضا بریلوی رمضان شریف ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں بھوالی ضلع نینی تال تشریف لے گئے۔ جب واپسی ہوئی تو احباب نے کسی دوسرے حکیم کے علاج کے لئے اصرار کیا اس پر امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا، جس کو مولانا حسنین رضا خاں کی زبانی سنئے:

---

(۱) بروایت مولانا حبیب رضا خاںؔ نوری: نبیرہ استاذ زمن ومفتی مرکزی دارالافتاء سوداگران بریلی

میرے برادر مکرم حکیم حسین رضا خاںؒ صاحب جو عرصۂ دراز سے اعلیٰحضرت کی خدمت علاج کرتے تھے، اور آخر تک کرتے رہے حضرت کے پہاڑ سے آنے پر اعزّہ کی رائے تبدیل معالج کی ہوئی، حضرت نے سنکر ہندی کی مثل فرمائی ـــــ "گھر کا جوگی جوگیا، آن گاؤں کا سدھ" ـــــ اور فرمایا، جب سے اس (حسنین رضا خاں) نے میرا علاج شروع کیا ہے اس وقت تک اس کی کسی دوا نے کبھی نقصان نہ پہنچایا، گھر کا طبیب ہونے کی وجہ سے کوئی اس کو نہیں سمجھا، اور نہ قدر کرتا ہے۔ میرے خیال میں تبدیل علاج و معالج کی حاجت نہیں۔ (۱)

مولانا حکیم حسین رضا خاںؒ کو امام احمد رضا بریلوی سے اتنی ہی قربت حاصل تھی، جتنی کہ ان کے دونوں فرزندوں کو، مکتوب وصایا کے ۱۴ ویں پراگراف میں تلقین فرماتے ہیں: ـــــ یہ یاد رہے کہ امام احمد رضا آپ کو رضا حسین کے نام سے پکارتے تھے:

رضا حسین، حسنین، اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو۔ اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔ (۲)

حکیم حسین رضا خاںؒ ۱۹۵۶ء / ۱۳۷۶ھ میں ہجرت کر کے پاکستان چلے گئے۔ آپ کی دو شادیاں ہوئی تھیں۔ پہلی شادی اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی کی سنجھلی صاحبزادی سے ہوئی، اُن کے انتقال ہو جانے کے بعد دوسری شادی حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاںؒ بریلوی کی صاحبزادی سے ہوئی پہلی

(۱) حسنین رضا خاںؒ بریلوی، مولانا: وصایا شریف ص ۲۶، المجمع اسلامی مبارکپور ۹۳ء

(۲) احمد رضا بریلوی، امام: وصیت نامہ، محررہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء

زوجہ سے تین فرزند مرتضیٰ رضا خاں، ادریس رضا خاںؒ، اور جرجیس رضا خاں ہوئے۔ دوسری زوجہ سے یونس رضا خاںؒ اور غوثیہ بیگم ہوئیں۔

مرتضیٰ رضا خاںؒ

ابتدائی تعلیم گھر پر ہوتی علم الحساب میں ماہر تھے خاندان میں غوثی میاں کی عرفیت سے مشہور تھے۔ ۱۹۵۰ء کے بعد انتقال ہوا۔ موضع جواجواہر پور ضلع بریلی کے ساکن امداد حسین خاں کی صاحبزادی سے نکاح ہوا۔ آپ کی اولادیں دو لڑکے جناب اولیس رضا خاںؒ بلال رضا خاں (مرحوم) دو لڑکیاں۔ تقن بی، ذکن بی ہوئیں۔

مرتضیٰ رضا خاں (مرحوم) کے چھوٹے فرزند اویس رضا خاں سے چھ لڑکے ہوئے علی الترتیب یہ ہیں۔ محمد محسن رضا خاںؒ، محمد شعیب رضا خاںؒ، محمد مجتبیٰ رضا خاںؒ، محمد رشید رضا خاںؒ، محمد جنید رضا خاںؒ، محمد زبیر رضا خاںؒ۔ بہیڑی (بریلی) سے متصل شاہ گڑھ میں سکونت پذیر ہیں۔

مرتضیٰ رضا خاں کے فرزند اکبر بلال رضا خاںؒ سے سات اولاد ہوئیں۔ جن میں چار لڑکیاں اور تین لڑکے ہوئے۔ لڑکوں کے نام اس طرح ہیں۔ محمد جلال رضا خاںؒ، محمد ہلال رضا خاں، محمد شہاب رضا خاں۔

مولانا ادریس رضا خاںؒ

حکیم حسین رضا خاںؒ کے منجھلے فرزند مولانا ادریس رضا خاں کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی، اور اعلیٰ تعلیم انھوں نے حضور مفتیٔ اعظم ہند، علامہ حسنین رضا خاں، اور صدر الشریعہ علیہم الرحمہ سے حاصل کی۔ کتب متداولہ کی تکمیل کے لئے دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف بھی گئے، آپ بڑے جرأت و ہمت کے آدمی تھے۔ مسلمانوں کے مسائل پر گورنمنٹ سے رعب و طنطنہ کے ساتھ بات کرتے، اور قومی و ملی مفادات کے خلاف کبھی سودے بازی نہیں کی۔ آپ کا عربی و فارسی رسم الخط بہت بہترین تھا۔ ان تمام خصوصیات کے ساتھ آپ زمینداری میں مصروف رہے جس کی وجہ سے

مزید خدمت کا موقع نہ مل سکا ۔ آپ کا انتقال حضرت مفتیٔ اعظم مولانا مصطفٰے رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ کے دولت کدے پر ۲۴ دسمبر ۱۹۶۵ء میں ہوا ۔ خاندانی قبرستان سٹی بریلی میں دفن ہوئے ۔ یاد رہے کہ خاندان میں آپ لالہ میاں کے نام سے مشہور و معروف تھے ۔

مولانا ادریس رضا خاںؒ کی اولاد میں فرزند جناب سراج رضا خاں ہیں اور چھ لڑکیاں یادگار ہیں ـــ (۱) تسنیم فاطمہ مرحومہ (زوجہ مولانا خالد علی خاں) (۲) محترمہ وسیم فاطمہ صاحبہ (زوجہ نبیرۂ استاذ زمن مولانا مفتی حبیب رضا خاںؒ) (۳) فرحت بی (زوجہ مولانا قمر رضا خاںؒ) (۴) نکہت بی (زوجہ سلیم احمد بمبئی) (۵) نزہت بی (زوجہ کلیم احمد کراچی) (۶) نسیم فاطمہ (زوجہ مولانا ظہیر احمد ترساپٹی ضلع بریلی) ـــ سراج رضا خاںؒ سے قطیر رضا خاں اور دو لڑکیاں ہوئیں ۔

جرجیس رضا خاںؒ

ابتدائی اردو ، عربی کی تعلیم گھر پر ہی ہوئی ـــ زمینداری کے کاموں میں مصروف ہو جانے کی وجہ سے مزید تعلیم حاصل نہ کر سکے ۔ آپ کا نکاح مولانا حسنین رضا خاںؒ بریلوی کی صاحبزادی شمیم فاطمہ صاحبہ سے ہوا ۔ اُن سے ایک لڑکی تولد ہوئی جو بچپن ہی میں فوت ہوگئی ، موصوف شادی کے بعد صرف سات سال باحیات رہے اور ۱۹۴۶ء میں انتقال ہوگیا ، اہلیہ محترمہ شمیم فاطمہ صاحبہ باحیات ہیں ۔

یونس رضا خاںؒ

تعلیم و تربیت خاندان میں ہوئی ، گھریلو مصروفیات میں انہماک کی وجہ سے تعلیمی سلسلہ کچھ آگے نہ بڑھ سکا ، آپ پاکستان منتقل ہوگئے اور ہری پور ہزارہ (صوبہ سرحد) میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور پورا خاندان وہیں آباد ہے ۔

حالاتِ زندگی

استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خاں بریلوی

ولادت

استاذ العلماء حضرت مولانا حسنین رضا خاں بن مولانا حسن رضا خاں بن مولانا مفتی نقی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء میں محلہ سوداگران بریلی میں ولادت ہوئی۔ (۱)

جائے ولادت

اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی کے برادر حقیقی مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے دولت کدہ (موجودہ) واقع آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے عقب میں پیدائش ہوئی، اور اسی مکان میں حضور مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں نوری بریلوی ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ/۷ جولائی ۱۸۹۳ء بروز جمعہ بوقت صبح صادق دنیا میں تشریف لائے (۲)

امام المتکلمین مولانا نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ نے محلہ جسولی املی والی مسجد بریلی (موجودہ محلہ ذخیرہ) سے جب اپنا مکان تبدیل کیا تو انھوں نے محلہ سوداگران کے اسی مکان میں سکونت اختیار فرمائی پھر تا حیات اسی مکان میں رہتے رہے۔ (۳)

---

(۱) بروایت مولانا حبیب رضا خاں نوری بن مولانا حسنین رضا خاں کانکر ٹولہ بریلی شریف

(۲) پندرہ روزہ رفاقت پٹنہ : ج ۱، ش ۵، ص ۶ یکم فروری ۱۹۸۲ء

(۳) محمد شہاب الدین رضوی، مولانا : مولانا نقی علی بریلوی، مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی ۱۹۹۵

تعلیم و تربیت

مولانا حسنین رضا خاں بریلوی نے قرآن پاک اور دیگر ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی اور دار العلوم منظر اسلام بریلی میں داخل ہوئے۔ یہاں کے جید علماء اور ماہرین علوم سے اکتساب علوم و فنون کیا۔ (۱)

مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی آپ کے ہم سبق رفقاء خاص میں تھے اور عمر میں اُن سے صرف چھ ماہ بڑے تھے آپ نے معقولات کی کچھ کتابیں رام پور جا کر مدرسہ ارشاد العلوم میں پڑھیں۔ (۲)

امتحان میں امتیازی شان

مولانا قدس سرہٗ بلا کے ذہین تھے، تمام اساتذہ اور سالانہ ممتحن آپ سے بے حد خوش رہتے مدرسہ منظر اسلام بریلی کے ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ کی سالانہ رپورٹ میں ممتحنین نے آپ کو اور مفتی اعظم قدس سرہٗ کو انکی محنت شاقہ، خوبی و خوش اسلوبی کی داد تحسین دی ہے۔ (۳) مولانا حسنین رضا خاں اور مفتی اعظم ایک ہی جماعت کے طالب علم تھے۔ امتحان لینے والوں میں علامہ وصی احمد محدث سورتی پیلی بھیتی، مولانا مفتی عبد السلام جبل پوری، مولانا شاہ سلامت اللہ مجددی رام پوری، مولانا ارشد علی رام پوری، مولانا حکیم شفیق الرحمٰن رام پوری مولانا پردل ولایتی عظیم آبادی اور حافظ قاری بشیر الدین جبل پوری تھے۔ (۴)

---

(۱) صادق قصوری، مجید اللہ قادری: تذکرہ خلفاء اعلیحضرت ص ۲۲۲، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

(۲) حسنین رضا خاں، مولانا: سیرت اعلیحضرت ص ۱۹، مکتبہ مشرق بریلی ۱۹۸۳ء، مضمون مولانا سبطین رضا

(۳) حسن رضا خاں، مولانا: کوائف اخراجات ص ۳، مطبع اہلسنت و جماعت بریلی

(۴) " " " ، روداد سال دوم ص ۲، "

معائنہ رپورٹ میں خصوصی تذکرہ

مدرسہ منظر اسلام بریلی کا سالانہ امتحان ۲۱ تا ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں منعقد ہوا تھا۔ اور یہ منظر اسلام کے قیام کا دوسرا زرّیں سال تھا۔ استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں جو مدرسہ کے بانی اور منتظم خاص تھے، کے زیر اہتمام روز بروز ارتقاء و عروج کی طرف مائل تھا۔

دار العلوم منظر اسلام کے ابتدائی آفرینش کی تفصیلات اور متعدد سالانہ رپورٹیں راقم السطور کے پیش نظر ہیں یہاں پر صرف اور صرف مولانا مفتی عبد السلام رضوی جبل پوری کے معائنہ پر مبنی رپورٹ جو مکتوب کی شکل میں مولانا حسن رضا خاں بریلوی کے نام ہے۔ درج کیا جا رہا ہے تاکہ مولانا حسنین رضا خاں کی درس نظامیہ میں مہارت کاملہ کا ایک بیّن ثبوت تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہو جائے۔ ____ مکتوب گرامی بعد حمد و سلام:

طلبہ نے امتحان بہت عمدہ اعلیٰ درجہ دیا، کل نظم و نسق مدرسہ اور طرز تعلیم و طریقہ درس و تدریس نہایت فائق و شائستہ ہے۔ اور مدرسین و طلبہ ہر طرح پر قابل آفریں و تحسین ہیں۔ فارسی کتب درسیہ، اور ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح ملّا جامی، ایسا غوجی، شرح تہذیب، قطبی، ملا حسن حمد اللہ، شرح وقایہ، ہدایہ نور الانوار، شفا شریف وغیرہا کتب زیر درس میں جو مقام طلبہ کے سامنے امتحاناً پیش کئے گئے، عبارتیں صحیح پڑھ کر مقاصد کتاب و مطالب عبارات کو بعض طلبہ نے معاً، بعض نے تاملاً معقول طور پر اچھی طرح بیان کیا ____ خصوصاً میاں مولوی مصطفےٰ رضا خاں اور میاں مولوی حسنین رضا خاں نے جس عمدگی، اور خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھ نہایت بلند مرتبہ کا شاید، و باید

محققانہ امتحان دیا۔ حق تو یہ ہے کہ وہ انھیں کا حصّہ تھا ____ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ علمھا وفھمھا۔ (۱)

فراغت

مولانا قدس سرہٗ نے ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں بعمر اٹھارہ سال خداداد ذہانت، ذوق مطالعہ، لگن اور محبت اور اساتذہ کرام کی شفقت و رافت، والدین و چچا کی توجہ کامل اور شیخ مکرم کے روحانی فیض کے نتیجے میں جملہ علوم و فنون منقول و معقولات حاصل کر کے دار العلوم منظر اسلام بریلی سے تکمیل و فراغت پائی ____ (۲)

اساتذہ کرام

مولانا حسنین رضا خاں بریلوی کے دوران تعلیم بریلی اور رام پور کے اساتذہ درس میں ذیل کے نام ہی مل سکے۔

(۱) اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی ____ (۳)
(۲) مولانا حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی ____ (۴)
(۳) مولانا مفتی ارشاد حسین مجددی فاروقی رام پوری ____ (۵)
(۴) مولانا رحم الٰہی منگلوری ____ (۶)
(۵) مولانا ہدایت اللہ خاں جونپوری ____ (۷)

---

(۱) مکتوب مفتی عبد السلام جبل پوری بنام مولانا حسن بریلوی، مشمولہ کوائف اخراجات ص ۳
(۲) سند التکمیل جاری کردہ منظر اسلام بریلی بمہر امام احمد رضا بریلوی
(۳) حسنین رضا خاں، مولانا: سیرت اعلیحضرت ص ۱۹
(۴) بروایت مولانا حبیب رضا خاں نوری بن مولانا حسنین رضا خاں کانکر ٹولہ بریلی۔
(۵) شاہد علی رضوی، سید، مفتی: مولانا ارشاد حسین رام پوری حیات و کارنامے، م، رامپور
(۶) رقومہ سند التکمیل مولانا حسنین رضا خاں، مملوکہ راقم السطور محمد شہاب الدین رضوی عفرلہٗ

(۶) مولانا ظہور الحسین فاروقی رام پوری
(۷) مولانا عبد العزیز، تلمیذ مولانا عبد الحق خیر آبادی۔ (۱)
(۸) مولانا نور الحسین مجددی فاروقی رام پوری۔ (۲)

درس تدریس

فراغت کے بعد مولانا حسنین رضا خاںُ نے دار العلوم منظرِ اسلام میں درس و تدریس کی مسند کو زینت بخشی، اور ایک عرصۂ دراز تک تشنگانِ علوم دینیہ کو فیض یاب کرتے رہے۔ اس تدریس کا سلسلہ تقریباً (۱۰) سال تک مسلسل چلتا رہا۔ آپ سے اکتساب علم کرنے والوں میں نامور علماء و مشائخ اور مناظر ہیں۔

شوق کا خون

آپ نے درس و تدریس کے زمانہ میں ماہنامہ الرضا بریلی جاری کر دیا، جسکے ساتھ محنت اور وقت کی ضرورت تھی، مگر تدریس کی مصروفیت کی وجہ سے ماہنامہ الرضا کو وقت نہیں دے پاتے تھے جسکی وجہ سے وہ پابندی وقت کے ساتھ شائع نہیں ہو پاتا تھا ماہنامہ الرضا کی اشاعت کی خاطر آپ نے درس و تدریس کے عہدے سے استعفیٰ دیدیا۔ اور اپنا کامل وقت ماہنامہ الرضا اور حسنی پریس و دیگر اشاعت کتب میں صرف کرنے لگے۔

مولانا حسنین رضا خاںُ نے تدریس کے عہدے سے استعفیٰ دینے کی وجہ خود اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:۔

درس و تدریس کا مجھے ایک زمانہ سے شوق ہے۔ مجھے اپنے اس شوق میں اپنے قدیمی محسن مدرسہ اہلسنّت (منظر اسلام کا پہلا مشہور نام) سے بڑی مدد ملتی رہتی ہے۔ اس متبرک دار العلوم نے اپنی ضرورتا

(۱) صادق قصوری، مجید اللہ قادری: تذکرہ خلفاء اعلیٰحضرت ص ۲۲۲، کراچی
(۲) قلمی سند حدیث، مملوکہ مولانا حبیب رضا خاںُ کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی

سے پچھلے دونوں مجھے دو درجے کا مدرس کر دیا تھا، جس سے بظاہر بار بڑھنا سمجھا جاتا ہے، مگر حقیقتاً میرے شوق کی تکمیل ہوتی تھی اب جب میں نے پرچے (ماہنامہ الرضا) کے کاموں میں الجھن دیکھی تو میں ایک درجہ کے درس سے ابھی اس ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ میں دستکش ہو گیا۔ میں اس پرچہ کو جاری رکھنے کے لئے اپنے شوق کا خون کیا ہے۔ (۱)

تاہم آپ نے بالکلیہ طور پر درس و تدریس کو ترک نہیں کیا، جو طلبہ گھر آتے ان کو مقررہ یا غیر مقررہ اوقات میں پڑھاتے رہتے ان طلبہ کی بھی ایک اچھی تعداد تھی۔ (۲)

علم و فضل

مولانا حسنین رضا خاںُ قدس سرہٗ کا سینہ علم کا گنجینہ تھا مولانا سبطین رضا خاںُ بریلوی، مولانا غلام جیلانی اعظمی کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

جس زمانہ میں حضرت درس دیتے تھے، معقولات کی بڑی بڑی کتابیں آپ کے پاس رہا کرتی تھیں، کبھی کبھی ایسا ہوا کرتا کہ کسی ضرورت سے باہر تشریف لے جاتے، ہفتہ عشرہ بعد شب میں واپس ہوتے، اور صبح کو بغیر مطالعہ کئے درسگاہ میں تشریف لے آتے، اور پڑھانا شروع کر دیا۔ مشکل سے مشکل سبق ہوتا، طلبہ جو اس وقت محنتی اور ذہین ہوتے تھے ہر طرف سے اعتراضات کی بوچھار کرتے اور آپ سب کو یکے بعد دیگر مسکت اور تسلی بخش جواب

(۱) حسنین رضا خاںُ، ایڈیٹر: ماہنامہ الرضا بریلی ص ۲۸، ۱۳۳۹ھ ج ۱، ش ۱۲
(۲) بروایت مولانا حبیب رضا خاںُ نوری، کانکر ٹولہ بریلی شریف

دیئے جاتے۔ اور دورانِ سبق محسوس نہ ہونے دیتے کہ بغیر مطالعہ پڑھا رہے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ، آپ کے اخلاق حسنہ، اولیاء کرام کے حالات زندگی، اور تاریخی واقعات کو اس خوبی سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس بیٹھنے والے جن میں وکلاء و بیرسٹران بھی ہوتے تھے وہ بھی آپ کی گفتگو پورے انہماک اور توجہ سے سنتے، اور اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ (۱)

پاکستان کے مشہور قلم کار جناب مختار جاوید لاہوری نے مولانا حسنین رضا کو مشہور علمی و روحانی خاندان کا چشم و چراغ اور ملت کے لئے دردمند دل بتلایا ہے۔ (۲)

سیاسی بصیرت

مولانا حسنین رضا خاںؔ بریلوی جیّد عالم دین، فقیہ و مدبر کے ساتھ ساتھ بلند خیال سیاست داں تھے۔ سیاست کے پیچ و تاب سے خوب واقف تھے ———— آپ نے

صالح سیاست اختیار کی اور وہ بھی قوم و ملت کے لئے۔

آپ کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا، جس میں علماء و مشایخ کے علاوہ شہر و بیرون شہر کے بہت رؤسا، وکلاء، بیرسٹران نیز سیاسی لیڈران، حکام ضلع، اعلیٰ افسران، امیر و غریب غرض کہ ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ مگر آپ کے

---

(۱) سبطین رضا خاں، مولانا: ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور ص ۴۲، بابت ۱۹۸۱ء

(۲) مختار جاوید، ادیب: مقدمہ بر دنیاء اسلام کے اسباب زوال ص ۳۱، عظیم پبلی کیشنز لاہور

(۳) محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ ص ۲۹۱، رضا اکیڈمی بمبئی

علم و فضل کے دل سے معترف تھے، اور آپ کا ادب و احترام پوری طرح ملحوظ رکھتے تھے (۱)۔

ایک زمانہ میں مسلم لیگ کا زور رہا، اور ملک بھر میں متعدد طوفانی تحریکیں چلیں، آپ نظریاتی اعتبار سے مسلم لیگ کے حامی تھے، مسلم لیگ کی تنظیم کے انتخاب میں آپ کو ذمہ داران نے ضلع بریلی کا جنرل سکریٹری منتخب کیا، مسلم لیگ کے شباب کے دور میں مولوی عزیز احمد خاں نے الیکشن لڑا جس میں وہ کامیاب بھی ہوئے۔ مگر بعد میں اپنی تمام تر ذمہ داریوں و عہدوں سے استعفیٰ دیدیا تھا۔ (۲)

تحریکات کا تعاقب

تحریک وہابیت کے خلاف آپ نے بے شمار مضامین تحریر فرمائے، اور جلسہ وغیرہ میں تقاریر فرمائیں۔ (۳)

تحریک وہابیت کی نوزائیدہ فتنے مثلاً دیوبندیت، نیچریت، قادیانیت غیر مقلدیت وغیرہ اٹھنے والے فتنوں کے سدّباب کے لیے شہزادگان امام احمد رضا بریلوی حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں، مفتیٔ اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں ودیگر علماء کرام کے ہمراہ فاضل بریلوی کا دست راست بن کر کام کرتے رہے (۴) ———

۱۹۲۰ء میں جب اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے جماعت رضائے مصطفیٰ کی بنیاد ڈالی تو آپ نے سرگرمی سے کام کیا۔ جب کہ ایک سیاسی پلیٹ فارم جماعت انصار الاسلام کے نام سے خود بھی چلا رہے تھے۔ جماعت انصار الاسلام (۵)

---

(۱) سبطین رضا خاں بریلوی، مولانا مضمون ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور ص ۴۲، اپریل ۱۹۹۱

(۲) بروایت مولانا یٰسین اختر مصباحی ایڈیٹر ماہنامہ حجاز، مہتمم دارالقلم، دہلی

(۳) ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رام پور: ص

(۴) سبطین رضا خاں، مولانا: ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، ص ۴۳، اپریل ۱۹۸۱ء

(۵) روزنامہ پیسہ اخبار لاہور: بابت ۱۲ مئی ۱۹۲۱ء

کا مقصد سلطنت عثمانیہ اور ترکوں کی اعانت ونصرت تھا۔ (۱)

مولانا حسنین رضا خاں نے جمیعۃ العلماء ہند، خلافت کمیٹی، تحریک ترک موالات، تحریک ہجرت، ہندو مسلم اتحاد جیسی تمام تحریکات کا ڈٹ کر مقابلہ اور تعاقب کیا۔ ان تنظیموں کے مکروہ پروپیگنڈہ سے بے پرواہ ہوکر مردانہ وار میدان مقابلہ میں جمے رہے۔ جمیعۃ العلماء انگریز نواز جماعت تھی، دوسری طرف امام احمد رضا بریلوی اور اُن کے خلفاء تلامذہ انگریزوں کے شدید ترین مخالف تھے۔

۱۴ ر رجب المرجب ۱۳۳۹ھ / ۲۲ ر مارچ ۱۹۲۱ء میں جمیعۃ العلماء کی طرف سے بریلی شہر میں ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں مسٹر ابوالکلام آزاد خصوصی طور پر مدعو تھے۔ جماعت رضائے مصطفٰی کی طرف سے مسٹر آزاد کا تعاقب کیا گیا، اور اتمام حجت نامہ کے نام سے ستر (۷۰) سوالات کئے گئے، اور عین جلسہ گاہ میں جاکر اسٹیج پر مسٹر آزاد، مولوی عبدالماجد بدایونی، مسٹر گاندھی و دیگر لیڈران کے خلاف تقریریں اور احتجاج کیا۔ اس وفد میں مولانا حسنین رضا خاں بریلوی بھی شامل تھے انھوں نے خصوصیت سے لیڈران قوم پر وار کئے جس کا وہ لوگ کوئی جواب نہ دے سکے۔ (۲)

اجلاس میں تقاریر

مولانا حسنین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر و تقریر دونوں کے ذریعہ اہلسنت و جماعت کی خدمت انجام دی ہیں۔ مگر آپ کے بعض تذکرہ نگاروں

---

(۱) الف: محمد شہاب الدین رضوی: تذکرہ بُرہان ملت ص ۴۴ ۲، رضا اکیڈمی لاہور

ب: دبدبۂ سکندری رام پور: ص ۸ بابت ۲۸ مئی ۱۹۲۱ء

(۲) مکتوب مولانا نعیم الدین مرادآبادی بنام فاضلِ بریلوی، مشمولہ روداد مناظرہ ص ۱۷، بریلی

نے تقریر سے انکار کیا ہے۔ تاہم جب رونق بزم ہوتے اور بولنے پر آتے تو ملک کے بہترین خطباء رشک کرتے ــــ مولانا سبطین رضا خاں کے بقول:

آپ مقرر نہیں تھے ــــ اوائل عمری میں کبھی تقریر فرمائی ہوگی، جن لوگوں نے اسے سنا تھا انھیں میں سے ایک صاحب نے فرمایا تھا کہ مولانا نے تقریر کی طرف توجہ نہیں فرمائی، ورنہ ہندستان میں اپنے دور کے واحد مقرر ہوتے۔ (۱)

راقم السطور کے پیش نظر مولانا حسنین رضا خاں کے پوسٹر اور پمفلیٹ ہیں۔ جس میں متعدد موضوعات کے اجلاس کا اعلان ہے۔ اس میں مولانا کا نام ایک پوسٹر میں کچھ اس طرح درج ہے۔

حضرت مولانا مولوی حاجی محمد حسنین رضا خاں صاحب قادری رضوی بریلوی مالک حسنی پریس بریلی زید مجدہم۔ (۲)

جناب سید سجاد حسین سجاد شیش گڑھی نے ۱۲، ۱۳ ر جمادی الآخر ۱۳۴۶ھ / ۸، ۹ ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو دو روزہ عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا جس کی غرض و غایت سجاد مرحوم خود لکھتے ہیں:

ظاہر ہے کہ مسلمانانِ عالم میں کثیر حصہ گروہ اہل حق کا ہے، اور قلیل حصہ میں کل فرقہ ہائے باطلہ ہیں، پھر بھی تمام غریب مذاہب کے لوگ آئے دن نیا فتنہ جگاتے ہیں۔ اور اس پر ان کے ہم مذہب انکی کافی امداد کرتے ہیں۔ یہی وجہ انکی روزانہ ترقی کی ہیں۔ اور ہمارے بھائیوں کو جہاں دیکھتے باوجود صداقت شعاری کے ایسے

---

(۱) حسنین رضا خاں، مولانا: سیرت اعلیٰ حضرت ص ۲۱

(۲) ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رام پور: ص ۷، ۲۱ تا ۲۸ نومبر ۱۹۲۷ء

خواب غفلت میں مست ہیں کہ بہت کم اپنی دینی ضرورتوں کا احساس
کرتے ہیں۔ (۱)

اس اجلاس دو روزہ میں مولانا حسنین رضا خاں بریلوی نے شرکت فرمائی اور اپنے خطاب سے حاضرین کو محظوظ بھی فرمایا۔ اس اجلاس میں آپکے علاوہ مولانا علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی، مولانا احمد اشرف کچھوچھوی، مولانا سیّد خواجہ احمد رام پوری، مولانا سیّد اولاد رسول محمد میاں مارہروی، مولانا سیّد غلام جعفر شاہ بخاری پنجابی، مولانا شاہ حامد رضا خاںؒ بریلوی، مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مفتی معوان حسین مجددی، شاہ فضل حسن صابری ایڈیٹر دبدبہ سکندری، مولانا غلام قطب الدین برہم چاری، مولانا ابوالبرکات سیّد احمد لاہوری۔ شریک اجلاس تھے

اتباع شریعت اور علم دین کی تبلیغ

اتباعِ شریعت اور حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبّت آپ کی حیات مبارکہ کا بہترین سرمایہ تھی۔ اُن کو بے شمار احادیث زبانی یاد تھیں، جنھیں وقتاً فوقتاً عوامی نشستوں میں بیان فرماتے تھے۔ اور اکثر ایسا بھی ہوتا کہ حدیث شریف بیان کرتے ہوئے آپ کے قلب مبارک پر رقت طاری ہو جاتی، اور آنسوؤں سے آنکھیں پُرنم ہو جاتیں۔

---

(۱) ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رام پور: ص ۷، ۲۱ تا ۲۸، نومبر ۱۹۲۷ء
(۲) سجادہ حسین، سیّد: دبدبۂ سکندری رام پور ص ۸، ۲۸ نومبر ۱۹۲۷ء
(۳) بروایت مولانا مفتی حبیب رضا خاںؒ نوری. بریلی

مولانا حسنین رضا خاںؒ کو علم دین خصوصاً قرآن پاک اور حدیث شریف سے گہرا لگاؤ تھا، اس دعویٰ کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ آپ نے اپنے تینوں فرزندوں کو دین ہی کی تعلیم دلوائی، جب کہ بہترین مواقع آپ کے لئے تھے، مغربی تعلیم کے لئے فارن کنٹری بھی بھیج سکتے تھے، مگر اسکول کی ابتدائی تعلیم تک نہیں دلائی۔ اور آج بحمدہ اللہ تعالیٰ تینوں صاحبزادگان عالم، مفتی، محدث اور پیر طریقت ہیں جن سے ایک عالم فیضیاب ہو رہا ہے —— مولانا سبطین رضا خاں بریلوی دالد ماجد کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

عزیز احمد خاں صاحب ایڈوکیٹ جو شہر بریلی کے ایک مشہور اور قابل وکیل تھے۔ آپ کے یہاں کے حاضر باش اور قدرے بے تکلف تھے، وہ کبھی کبھی کہدیا کرتے تھے کہ مولانا آپ نے سب بچوں کو بڑا مولوی بنائے دیتے ہیں۔ کم از کم ایک کو تو انگریزی پڑھایئے —— تو آپ خوش اسلوبی سے ٹال دیتے اور فرماتے کہ ہاں انہیں نِرا مولوی ہی بنانا ہے، اور اسی میں فلاح ہے آپ کی اپنی اولاد کے لئے خصوصی دعا یہ ہوتی کہ اے رب کریم! تو ان سب کو دین کا سچا خادم، اور اعلیٰ حضرت کے علوم کا وارث بنا دے۔ اور اُن سے دین کی وہ خدمت لے، جس سے تو اور تیرے رسول راضی ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے تمام اعزہ و احباب اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے دعا فرماتے تھے۔ (۱)

اشاعت علوم نبویہ (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خاطر آپ نے تمام اثرات و تعلقات اور مواقع کو بالائے طاق رکھدیا کاش کہ یہی جذبہ آج کے علماء و مشایخ

---

(۱) حسنین رضا خاںؒ بریلوی، مولانا: سیرت اعلیٰ حضرت ص ۲۳

اُسی کے پاس رہی۔ ایک صاحب آئے اور کہا کہ میری اہلیہ ایک بڑے گھرانے کی شادی میں شرکت کے لئے جارہی ہیں۔ اور ان کے پاس فلاں زیور کی کمی ہے ـــــ آپ مکان کے اندر تشریف لے گئے، اور میری والدہ صاحبہ مرحومہ سے وہ زیور لے جاکر انھیں دے دیا، پھر تا زندگی انھوں نے واپس نہ کیا، اور آپ نے بھی واپسی کا مطالبہ نہ فرمایا ـــــ احباب میں سے کسی کی معمولی سی دل شکنی گوارہ نہ فرمائی۔ (۱)

خصوصیات

مولانا حسنین رضا خاں بریلوی میں خاندانی شرافت و نجابت، علمی قابلیت و صلاحیت کے علاوہ بے شمار خصوصیات پائی جاتی تھیں، خداداد ذہانت زورِ قلم، حق گوئی و بیباکی، شگفتہ مزاجی، حسنِ اخلاق کے اعلیٰ مرقع، فیاضی طبع، سادگی، ایثار و قربانی، دینی و ملی ہمدردی، مخلوقِ خدا کی خدمت کا جذبۂ بیکراں وغیرہ وغیرہ ـــــ یہ وہ خصوصیات ہیں جو آپ میں نمایاں طور پر پائی جاتیں۔

آپکی طبیعت اتنی مرنج مرنجاں اور شگفتہ تھی کہ کیسا ہی مغموم انسان آپ کے پاس آتا، لیکن تھوڑی دیر میں سارا رنج و غم بھول جاتا، ہر ماحول میں اپنے لئے گنجائش پیدا کرلینا، اور برِ وقت و برجستہ دماغ سے ایسی بات نکالنا کہ جو پورے ماحول پر اثر انداز ہو، اس میں کمال حاصل تھا۔ (۲) وہ اپنی تشہیر پسند

(۱) حسنین رضا بریلوی، مولانا: سیرت اعلیٰ حضرت ص ۲۳
(۲) سبطین رضا خاں، مولانا: ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور ص ۴۲، اپریل ۱۹۸۱ء

نہیں فرماتے تھے نام کو اہمیت دینے کے بجائے کام ہی کو اہمیت دیتے تھے۔ بقول مفتی محمد شریف الحق امجدی:

ان کا علم و فضل، اور انکی ساری خوبیاں، انکی سادگی میں پوشیدہ تھیں۔ شہرت و نام و نمود سے ہمیشہ دور و نفور رہے۔ (۱)

بیعت و خلافت

مولانا حسنین رضا خاںؒ سلسلہ عالیہ قادریہ میں شیخ المسلمین حضرت شاہ سیّد ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ سے بیعت تھے۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ نے چاروں سلاسل طریقت اور احادیث مبارکہ کی اجازت سے نوازا تھا۔

امام احمد رضا فاضلِ بریلوی سے رشتہ اور اولاد

مولانا حسنین رضا بریلوی جہاں امام احمد رضا بریلوی کے شاگرد، خلیفہ اور بھتیجے تھے، وہیں آپ داماد بھی تھے ـــــ امام احمد رضا بریلوی کی چوتھی صاحبزادی کنیز حسنین عرف چھوٹی بیگم مولانا حسنین رضا خاںؒ کو منسوب ہوئیں، خود فاضلِ بریلوی نے نکاح پڑھایا۔ جن سے صرف ایک لڑکی شمیم بانو پیدا ہوئیں۔ شمیم بانو جناب جرجیس رضا خاں کو منسوب ہوئیں۔ (۲) چھوٹی بیگم کے انتقال ہوجانے پر آپ نے دوسری شادی منوری بیگم (دختر عبدالغنی خاں صاحب سب انسپکٹر پولیس کانکر ٹولہ بریلی) سے ہوئی جن سے چار اولاد ہوئیں۔ تین لڑکے اور ایک

(۱) حسنین رضا خاںؒ بریلوی، مولانا: سیرت اعلیٰ حضرت ص ۲۵
(۲) ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۸، قادری بکڈپو بریلی

لڑکی ۔ مولانا سبطین رضا خاںؒ، مولانا تحسین رضا خاںؒ، مولانا حبیب رضا خاں
محترمہ سلیم فاطمہ صاحبہ (زوجہ جانشین مفتئ اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری)
ماشاء اللہ سب بقید حیات ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان شخصیات کا سایہ دراز فرمائے ۔ آمین

فاضلِ بریلوی سے خصوصی تقرب اور وصیت نامہ کے محرر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی علالت کی وجہ سے بھوالی تشریف لیگئے تھے، ۱۴ر محرم الحرام ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء کو بھوالی سے واپس بریلی تشریف لائے مسلمانان بریلی نے بڑا شاندار استقبالیہ دیا ۔ لوگ عیادت و بیعت کے لئے دور دراز سے آتے، آپ اکثر مجلسوں میں تذکیر و نصائح کی بات فرماتے، سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر شریف خوب فرماتے ۔ فاضلِ بریلوی نے تمام برادرانِ اسلام و احبابِ اہلسنّت وجماعت اور اولاد کو دو وصیتیں فرمائی ۔ جس میں آپ نے خدمتِ افتاء سے متعلق فرمایا کہ اس گھر سے فتوی نکلتے نوے (۹۰) برس سے زائد ہوگئے ۔ اس کے بعد دادا مولانا مفتی رضا علی خاںؒ، والد مفتی نقی علی خاںؒ پھر اپنا ذکر فرماکر مولانا حامد رضا خاںؒ بریلوی کو متوجہ کرکے فرمایا:

> جب انھوں نے رحلت فرمائی تو مجھے چھوڑا، اور اب میں تم تین کو چھوڑتا ہوں ۔ تم ہو (حامد رضا خاں) مصطفےٰ رضا ہیں، تمہارا بھائی حسنین ہے ـــــ سب ملکر کام کروگے تو خدا کے فضل وکرم سے کر سکوگے، اللہ تمہاری مدد فرمائے ۔ (۱)

فاضلِ بریلوی نے مولانا حسنین رضا خاں کو اتنا عزیز رکھتے تھے، جسے معلوم ہو کہ فاضلِ بریلوی کے تین فرزند ہیں ۔ اس خصوصی تقرب کی بیّن و روشن مثال

(۱) حسنین رضا خاںؒ، مولانا: ایمان وافروز وصایا شریف ص ۲۰، المجمع الاسلامی مبارکپور ۱۹۹۳ء

مذکورہ وصیت کے الفاظ سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے ۔

امام احمد رضا بریلوی نے اپنے وصال (۲۵ر صفر ۱۳۴۰ھ بروز جمعہ ۲ بجکر ۳۸ منٹ وصال شریف سے دو گھنٹہ ۱۷ منٹ پیشتر ۱۲ بجکر ۲۱ منٹ ہدایات و وصیت پر مشتمل مکتوب وصایا" مولانا حسنین رضا خاںؒ ہی سے لکھوایا، بعدہٗ آخر میں حمد و درود شریف اور دستخط خود اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا، جو انکی آخری تحریر تھی ۔ مکتوب وصایا کے ۱۴ ویں پراگراف میں فرماتے ہیں:

> رضا حسین (حکیم حسنین رضا) حسنین اور تم (محمد رضا خاںؒ، حامد رضا خاں، مصطفےٰ رضا خاںؒ) سب محبت و اتفاق سے رہو، اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو ۔ (۱)

بارہا لوگوں نے راقم السطور کو بتایا کہ حضور مفتئ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاںؒ بریلوی جب بھی پرانا شہر تشریف لے جاتے، تو مولانا کے گھر محلہ کانکر ٹولہ ضرور تشریف لے جاتے ۔ کچھ نامساعد حالات کے پیشِ نظر آپ نے اپنا مکان محلہ سوداگران سے کانکر ٹولہ منتقل کرلیا تھا، جہاں پر آج فرزندگانِ گرامی قیام پذیر ہیں ۔

انتقال ۔

علماء کا استاذ، علم کا آفتاب و مہتاب مولانا حسنین رضا خاںؒ بریلوی ۹۱ر برس کی زندگی پاکر ۵ر صفر المظفر ۱۴۰۱ھ / ۱۴ر دسمبر ۱۹۸۱ء بروز یکشنبہ کو دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے ـــــ مولوی سید اعجاز حسین رضوی جو ایک معمر اور دیانتدار آدمی تھے، آپ کے غسل میں شریک تھے ۔ قسم کھاکر کہا کہ دورانِ غسل

(۱) حسنین رضا خاںؒ، مولانا: ایمان افروز وصایا شریف ص ۲۰، المجمع الاسلامی مبارکپور ۱۹۹۳ء

مولانا حسنین رضا خاں کی زبان پر لفظ اللہ جاری تھا، جو میں نے ایک دفعہ خود سنا۔(۱)

مزار شریف

مولانا حسنین رضا خاںؒ قدس سرہٗ کی تدفین آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ محلہ سوداگران بریلی میں عمل آئی۔ سامنے دروازے سے اندر داخل ہوتے وقت بائیں طرف خورد دروازے کے پاس مزار شریف واقع ہے، دوسری طرف فاضلِ بریلوی کے خادم خاص حاجی کفایت اللہ بریلوی آسودہ خاک ہیں

(۲) الف: سبطین رضا خاںؒ، مولانا: ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور ص ۴۴، اپریل ۱۹۸۱ء
ب) صادق قصوری، مجید اللہ قادری: تذکرہ خلفاء اعلیٰحضرت ص ۲۲۶، کراچی

سیاسی اور سماجی خدمات

جماعت انصار الاسلام کی سیاسی اور سماجی خدمات

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ نے ۱۹۲۰ء میں ایک تنظیم بنام جماعتِ رضائے مصطفےٰ بریلی میں قائم فرمائی۔ جس کے ذریعہ مسلمانوں کی ملی، شخصی، سماجی اور سیاسی رہنمائی کی گئی ۔(۱)

جماعتِ رضائے مصطفیٰ بریلی کی متعدد شاخیں تھیں، جو الگ الگ ناموں سے جانی پہچانی جاتی تھیں، ناموں کے علیحدہ کرنے میں ایک سیاسی حکمت عملی ہے میرے خیال میں وہ یہ ہے کہ اگر حکومتِ وقت نے اس تنظیم پر اور اس کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کردے، تو دوسری شاخیں جو دوسرے ناموں سے جانی جاتی ہیں، ان میں ممنوعہ تنظیم کی سرگرمیاں جاری رہیں۔ عموماً ہوتا یہ ہے کہ جس تنظیم و جماعت پر پابندی لگتی ہے، اس کے ہیڈ آفس اور تمام تر شاخوں کے دفاتر کو سیل کردیا جاتا ہے۔ مگر ممنوعہ تنظیم کا کام اگر دوسرے نام کی تنظیمیں کر رہی ہیں تو اس میں حکومتِ دخل اندازی نہیں کرتی ہے۔ اور ان سرگرمیوں کو اہمیت بھی نہیں دیتی ہے، مگر ممنوعہ تنظیم کے اغراض و مقاصد پورے ہوتے رہتے ہیں ——— غالباً یہی حکمت جماعت رضائے مصطفیٰ کے پیشِ نظر رہی ہو، ویسے اس کی متعدد وجہیں ہو سکتی ہیں ——— جماعت انصار الاسلام بریلی، دراصل جماعت رضائے مصطفےٰ کی ایک اہم سیاسی ذیلی تنظیم تھی

(۱) تفصیلی جائزہ کے لئے دیکھئے راقم السطور کی کتاب تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی ۱۹۹۶ء

چونکہ جماعتِ رضائے مصطفےٰ مذہب میں رہ کر سیاسی حالات کو مذہب کی طرف موڑنا چاہتی تھی، سرپرست اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سیاست سے دور رہ کر سیاست کو سدھارنا چاہتے تھے، اس لئے سیاسی نقطۂ نظر کی وجہ سے جماعتِ انصار الاسلام بریلی کی بنیاد ڈالی گئی۔ یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی تاسیس کس سن میں ہوئی، غالباً ۱۳۳۹ھ میں جماعت انصار الاسلام معرضِ وجود میں آئی اس کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ ۲۲، ۲۳، ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ کو جماعت انصار الاسلام کا پہلا جلسہ ہوا۔ اس لئے یہ بات قرینِ قیاس ہے کہ ۱۳۳۹ھ میں اس کی بنیاد پڑی ہو۔

اغراض و مقاصد

جماعتِ انصار الاسلام بریلی کے اغراض و مقاصد بالکل صاف تھے۔ ان سے اہل اسلام کا فائدہ وابستہ تھا اور ان کا مذہبی تشخص بھی برقرار رہتا تھا۔ وہ مقاصد حسب ذیل ہیں:

- ——— حفاظتِ مقامات مقدسہ، وسلطنتِ اسلامیہ اور مظلومینِ ترکی کی ہمدردی میں جائز و مفید کوشش کرنا، اور ناجائز و نامفید راہوں سے مسلمانوں کو بچانا۔
- ——— اسلام و مسلمین کو بیرونی دشمنانِ دین کے حملوں سے بچانے کی حتی الوسع جائز تدابیر کرنا، اور بالخصوص دشمنانِ اندرونی کے حملوں سے بچانا۔
- ——— مسلمانوں کو ان کی اخلاقی، معاشرتی، تمدنی، اقتصادی مفاد کی طرف رہنمائی کرنا، اور ان میں حقیقی و خالص پابندیِ احکام شرعی کی راہ بتانا (۱)

(۱) الف: محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: مفتی برہان الحق جبل پوری، مشمولہ سنی دنیا، ص ۸۱، نومبر ۱۹۹۲ء
ب: ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رام پور: ص ۵، بابت ۲۸ مئی ۱۹۲۱ء
ج: روزنامہ پیسہ اخبار لاہور: بابت ۱۲ مئی ۱۹۱۲ء

تین روزہ کانفرنس

جماعتِ انصار الاِسلام بریلی کے سرپرست بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی تھے۔ ان کی قیادت اور ان کا روحانی فیض اس جماعت کو حاصل تھا، اور دوسری طرف کل ہند جماعت رضائے مصطفےٰ اس کی پشت پناہی کر رہی تھی —— جماعت انصار الاِسلام کے ناظمِ اعلیٰ مولانا حسنین رضا ایڈیٹر ماہنامہ الرضا بریلی تھے، یہ خود ایک جیّد عالم دین، فقیہ و مدبر، سیاست کے پیچ و تاب سے خوب واقف تھے، حق بات کہنے اور حق کو قبول کرنے میں کبھی بھی نہیں جھجکتے تھے، ان کا مدمقابل کتنا ہی چرب زبان اور طلسماتی ہو، کتنا ہی سیاسی گھاگ اور داؤں پیچ سے واقف ہو، مگر مولانا حسنین رضا خاں کے آگے ذرا دیر بھی نہیں ٹک سکتا تھا۔ وہ اپنے موقف کی وضاحت بڑے اچھے انداز سے اور بے باکی کیساتھ کرتے تھے۔ (۱)۔ وہ امام احمد رضا کے برادر زادہ تھے، اور استاذ زمن مولانا حسن بریلوی کے فرزند ارجمند تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے آپ کو اجازت و خلافت سے بھی نوازا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے، اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بوقتِ وصال احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنا وصیت نامہ مولانا حسنین رضا بریلوی سے لکھوایا حالانکہ امام احمد رضا کے صاحبزادگان موجود تھے۔

جماعتِ انصار الاسلام بریلی کی تین روزہ کانفرنس کی تفصیلات سے پہلے آپ اس مضمون پر نظر ڈالیں، جس کو اراکینِ جماعتِ انصار الاسلام نے "اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللہ" کے عنوان سے پریس کو بھیجا تھا، جو درحقیقت ہونے والی کانفرنس کا اعلان ہے —— پڑھیے:

مسلمانو! —— اسلام وہ اِسلام کہ کن کن عظیم اذیتوں کی برداشت

(۱) بروایت مولانا حبیب رضا خاں بریلوی مرکزی دار الافتاء بریلی شریف۔

سے حضور انور افضل الصلوٰۃ والثناء نے اس کا باغ لگایا، صحابۂ کرام و اہل بیتِ عظام علیہم الرضوان نے اپنے مبارک خونوں سے اسے سینچا آج وہ کیسے کیسے شدائد و مصائب نہ صرف بیرونی بلکہ اندرونی ہر قسم کی بلاؤں میں گھرا ہے۔ حفاظتِ اسلام و سلطنتِ اسلام، واماکن اسلام، وعقائدِ اسلام، واحکام اسلام میں باذنہٖ تعالیٰ ممکن و نافع جائز تدابیر پر غور کرنے، اور توکلاً علی المولیٰ سبحانہ، وتعالیٰ انھیں عمل میں لانے کے لئے علماء اہلسنّت و جماعت نے، جماعتِ انصار الاسلام بتوفیقہٖ تعالیٰ قائم کی جس کا پہلا اجلاس ۲۲، ۲۳، ۲۴، شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ میں قرار پایا ہے۔ مشاہیر علماء و مشائخ کرام تشریف لائیں گے برادرانِ اہل سنّت سے دست بستہ التماس ہے کہ ضرور شریکِ جلسہ ہوں خادمان سنّت کو شاکر و ممنون فرمائیں۔ (منجانب جماعتِ انصار الاسلام محلہ سوداگران بریلی۔ (۱)

جماعتِ انصار الاسلام کی تین روزہ کانفرنس ۲۲، ۲۳، ۲۴، شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ بمقام مسجد نو محلہ بریلی میں بہت آب و تاب اور شان و شوکت کے عظیم اجتماعوں کے ساتھ منعقد ہوتی رہی —— اس کانفرنس کا مقصد صرف یہ تھا کہ مقاماتِ مقدسہ اور سلطنتِ اسلامیہ ترکیہ کی حمایت و حفاظت کی جائے۔

یہ کانفرنس منعقد کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی —— اس کی وجہ یہ ہوئی کہ چندہ خور لیڈروں اور خلافت کمیٹی نے جابجا یہ مشہور کر دیا کہ "اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ہماری مخالفت کرتے ہیں صرف اس وجہ سے کہ ہم لوگ مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت اور سلطنتِ ترکیہ اسلامیہ کی بحالی کے لئے جد وجہد

ؔ ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رامپور: ص ۵ ۲، مئی ۱۹۲۱ء، ج ۵۷، س ۳۳، ک ۱

کر رہے ہیں" ________ اس کا اثر یہ ہوا کہ عوام نے یہ سمجھ لیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سلطنتِ اسلامیہ کے مخالف ہیں۔ اور خلافت کمیٹی اور لیڈروں کا مقصد بھی یہی تھا کہ عوامی سطح پر یہ باور کرایا جائے، مگر یہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے اللہ تعالیٰ نے جماعتِ رضائے مصطفےٰ اور جماعتِ انصارالاسلام کے سربراہ اعلیٰ کو فتح نصیب کی۔ ان کی پیش گوئیاں بالفعل صحیح ثابت ہوئیں، انھوں نے جنگ سے قبل جو کچھ کہا وہ جنگ کے دور میں سچ ثابت ہوگیا۔

تین روزہ کانفرنس کا لوگوں نے بائیکاٹ کیا اور لیڈروں نے جگہ جگہ مخالفت کرنا شروع کردی اور مسلمانوں کو طرح طرح سے بہکانے لگے۔ اس کا حال خود ناظمِ جماعت انصارالاسلام کے قلم سے سنیے ________ لکھتے ہیں:

> مخالف ہواؤں کی بادِ صرصر طوفانی تموّج کے ساتھ، اس نوبادہ امید کو از بیخ برکندہ کرنے میں اپنی پوری جد و جہد اور کامل طاقت صرف کرتی رہی، اور ہمدردیِ اسلام کے مدعیوں نے اس جلسہ کو ناکام بنانے کے لئے اپنی ہر قسم کی طاقتیں صرف کردیں، اشتہارات و اخبارات میں اِس جلسہ کو بدنام کیا گیا، اور گورنمنٹ کا جلسہ بتا کر مسلمانوں کو اِس جلسہ کی طرف سے بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا گیا۔ جماعتیں اس کام پر مامور تھیں کہ وہ گشت کرکے دھوبیوں اور لوؤں میں پھر کر مسلمانوں کو جلسہ سے روکیں، اور علماء و مشائخ کے پاس ممانعت کے خفیہ خطوط بھیجے گئے، مگر حق کی آواز بلند ہو کر رہی۔ اور باطل کی تمام کوششیں ناکام ہوئیں۔ پھر بھی اہلِ عناد نے اپنے مساعی کی تیز رفتاری کو سست کرنا گوارا نہ کیا۔

جماعتِ انصارالاسلام بریلی کی تین روزہ کانفرنس کو ناکام کرنے کے لئے طرح طرح کے حربے استعمال کیے گئے مگر خدا جس کو رکھے اسے کون...... ایک بنیادی

بات ہے کہ جس کی مخالفت ہوتی ہے اتنی ہی اس کی تشہیر بھی ہوتی ہے۔ اس کانفرنس کی اتنی تشہیر نہیں کی گئی تھی جتنی تشہیر مخالفین نے کردی، جو لوگ نہیں جانتے تھے انھوں نے سمجھا کہ کوئی ایسی بات ضرور ہے جس کے لیے یہ لوگ زور دے کر ممانعت کر رہے ہیں۔ پھر آدمی وہیں سے ایک ذہن بنا لیتا ہے کہ آیا اس جلسہ میں کیا ہوگا؟ ___ اس میں ضرور جانا ہے، دیکھیں کہ کون لوگ آرہے ہیں؟ ________ اور کیا کیا باتیں ہوں گی؟ ________ انہی ساری باتوں نے کانفرنس کو کامیاب کردیا، اور مخالفین نے یہاں تک مخالفت کرنا نہیں چھوڑی کہ:

> جلسہ کے اوقات میں راستوں پر ایسے لوگ مقرر کر دیئے گئے جو آنے والوں کو کبھی یہ بتاتے تھے کہ جلسہ ملتوی ہوگیا ہے، اور کبھی یہ کہ اپنے مقام سے منتقل ہوگیا، کبھی یہ کہ باہر سے علماء نہیں آتے، جلسہ پھر اور تاریخوں میں ہوگا ___ یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجًا.

مخالفین کانفرنس کے سارے ہتھکنڈے بے کار ہو گئے، ان باتوں سے مسلمانوں میں جذبہ بیدار ہوگیا، اور دوسری طرف سے کوئی بات نہیں بالکل خاموشی تھی، کانفرنس کی کامیابی پر مولانا حسنین رضا بریلوی لکھتے ہیں:

> لیکن مسلمانوں میں جو شوق بیدار ہو چکا تھا، اس نے تمنا کے بڑھتے قدم کے لئے، ان افواہوں اور غلط خبروں کو سہارا اور زنجیرِ پا نہ ہونے دیا۔ اوّل وقت سے ہزارہا آدمی کا مجمع مسجد نو محلہ میں محوِ اشتیاق ہو کر پہنچا، الحمد للہ یہ اس جلسہ کی کامیابی کی پہلی منزل تھی ورنہ جلسہ کی دعوت پر اس قدر زور نہ دیا گیا تھا، جس قدر اس کو روکنے اور غلط خبروں سے بدنام کرنے کی کوششیں کی گئی تھیں ___ سمجھ میں نہیں آتا تھا اس جلسہ کی مخالفت کیوں کی جاتی تھی۔؟

اور اپنے دل سے تراش تراش کر کیوں جھوٹے اتہام لگائے جاتے تھے؟ (۱)
حالانکہ اس کانفرنس کا مقصد سب کو معلوم تھا ـــــــ مولانا حسنین رضا بریلوی کا
تجزیہ ملاحظہ فرمائیں جو انھوں نے مخالفت کانفرنس کے سلسلہ میں کیا ہے:

> اس جلسہ کے مخالفین باطن میں سلطنتِ اسلامیہ سے مخالفت رکھتے ہیں، ورنہ جو مجلس محض ترکوں کی امداد اور ہمدردی اور بلادِ اسلامیہ کی صیانت وحفاظت کے لئے وضع کی گئی ہو، اور جس کا مقصد بجز اس کے اور کچھ نہ ہو، اور اس کے طریقۂ عمل پر نکتہ چینی کا وقت بھی نہ آیا ہو، پہلے ہی سے اس کا مخالف ہو بیٹھنا اور ایسی جانکاہ کوشش کرنا اور افترا اور اس زور سے اس مجلس کو ناکام بنانے کے درپے ہوجانا۔ اگر سلطنت اسلامیہ کی مخالفت کی وجہ سے نہیں ہے، تو کیوں ہے؟

جماعت انصار الاسلام کا یہ عمل کہ اس نے ان مخالفین کے لیے کوئی کارروائی نہیں کی اور نہ ان سے بازپرس کی، یہ قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ آج جو کوئی شخص ہماری مجلس کو ناکام بنانے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ اس کو مزا چکھا دیں اور کیفرِ کردار تک پہنچا دیں۔ جماعتِ انصار الاسلام نے اپنے کام پر نظر رکھی، اور اخلاص و ہمدردی اسلام کے لیے کام کرتی رہی۔ یہ قدم لائق تقلید و ستائش ہے

اب تین روزہ کانفرنس کی روداد ملاحظہ فرمائیں۔ اس کانفرنس میں امید سے زیادہ مجمع تھا۔ اور ہندوستان کے مشہور افاضل کرام و مشائخ عظام شرکت کے لئے رونق افروز ہوئے تھے۔

اسماء گرامی یہ ہیں

---

۱ حسنین رضا بریلوی، مولانا: روداد جلسۂ اوّل ص۹۱، م: حسنی پریس بریلی۔

- ـــــــ مولانا شاہ سید مہدی حسن قادری سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ
- ـــــــ مولانا شاہ سید اولادِ رسول محمد میاں برکاتی مارہروی
- ـــــــ مولانا محمد عبید اللہ صدر المدرسین کانپور
- ـــــــ مولانا سید محمد آصف رضوی کانپور
- ـــــــ مولانا سید سلیمان اشرف بہاری پروفیسر دینیات علی گڑھ کالج علی گڑھ
- ـــــــ مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی
- ـــــــ مولانا محمد عمر النعیمی ایڈیٹر السواد الاعظم مرادآباد
- ـــــــ مولانا اشہد الدین مرادآبادی
- ـــــــ مولانا محمد یعقوب رضوی بلاسپوری
- ـــــــ مولانا غلام محی الدین راندیر
- ـــــــ مولانا خلیل الرحمٰن بنارسی
- ـــــــ مولانا ظفر الدین رضوی، بہار شریف
- ـــــــ مولانا شاہ دیدار علی رضوی الوری، مفتی آگرہ
- ـــــــ مولانا محمد عبد الاحد سلطان الواعظین پیلی بھیت
- ـــــــ مولانا حکیم خلیل الرحمٰن صدر مدرس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت
- ـــــــ مولانا غلام احمد شوق مرادآبادی

پہلے روز ساڑھے آٹھ بجے شب کے محلہ سوداگران سے علماء اسلام کا جلوس روانہ ہوا، سادگی کے انداز اور ذکر الٰہی کے ساتھ اس مقدس جماعت کی روانگی دلوں پر عجیب اثر پیدا کر رہی تھی، یہ حضرات جلسہ گاہ میں پہنچے۔ جماعتِ انصار الاسلام کی مجلس استقبالیہ نے خیر مقدم کیا اور کارکنان جماعتِ انصار الاسلام کے پرجوش نعرۂ تکبیر سے علماء و مشائخ کا مقدس قافلہ رونق اسٹیج ہوا۔ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی نے مولانا شاہ سید محمد میاں مارہروی کی صدارت کی تحریک فرمائی، سب نے تائید کی۔

نعت وحمد کے بعد صدر کانفرنس مولانا مارہروی نے اپنے خطبہ میں مسائل حاضرہ اور مصائب دائرہ نظر ڈالتے ہوئے وقت کی نزاکت اور مسلمانوں کی حالت پر تبصرہ فرمایا۔ ان کے مستقبل کو کامیاب بنانے، مصائب نازلہ سے چھٹکارا پانے، بلادِ اسلامیہ کو پنجۂ اغیار سے چھڑانے، سلطنت اسلامیہ کی اعانت وحمایت اور اس کی تدبیروں کی طرف توجہ دلائی۔ مولانا مارہروی کی محققانہ اور مدلل تقریر سامعین نے ہمہ گوش ہوکر سنی، تقریباً دو گھنٹہ قوم سے خطاب فرمایا۔

پھر صدر کانفرنس کی اجازت سے ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی بہاری نے مسئلۂ ترکِ موالات پر محققانہ تقریر فرمائی اور ثابت کیا کہ ترکِ موالات انسان کا فطری وطبعی خاصّہ ہے۔ اگر اس کے احساسات غلط نہیں ہوگئے ہیں تو وہ نقصان رساں سے طبعاً احتراز کرے گا۔ اس مسئلہ کو شواہد و دلائل سے خوب ذہن نشین کرایا اور بتایا کہ "جملہ کفار ومشرکین سے ترکِ موالات شرعاً فرض اور مسلمانوں پر لازم ہے"۔ اس تقریر کے ضمن میں مولانا بہاری نے ایسی ایسی دل پذیر باتیں فرمائیں کہ مجمع پھڑک اٹھا

بعدہٗ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے مختصر تقریر فرمائی اور بتایا کہ ترکِ موالات کا مسئلہ کسی ایک مجلس میں تمام نہیں ہوسکتا۔ کفار سے ترکِ موالات فرض اور ضروری ہے اور مسلمانوں کے حق میں نہایت نافع، ان کی عزت و وقار کا محافظ، حریت وآزادی، اور علو، برتری کا آلہ ہے، لیکن یہ شریعت کا دوامی حکم ہے جس کے لئے مسلمان ہمیشہ سے مامور ہیں ــــــــــ ترک آج مصیبت میں مبتلا ہیں، دشمن انھیں صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کا فیصلہ کرچکے ہیں۔ سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کردی گئی ہے، مخالف قوتیں دم بدم کام کر رہی ہیں۔ ایسی حالت میں جلد سے جلد کوئی امداد واعانت پہنچنی ضروری ہے، نہ کہ ٹال مٹول کرنے کا وقت ــــــــــ مولانا مراد آبادی کی تقریر پر پہلے روز کی کانفرنس ختم ہوگئی۔

دوسرے روز کا جلسہ اپنی شان کے ساتھ شروع ہوا، تلاوت شریفا اور

نعت پاک کے بعد مولانا قاضی اشہد الدین مُراد آبادی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل بہت خوبی کے ساتھ بیان کئے۔ مولانا کے بعد ناظم جماعت انصار الاسلام مولانا حسنین رضا بریلوی نے مختصر سی تقریر کرتے ہوئے جماعتِ انصار الاسلام بریلی کے اغراض ومقاصد پیش کئے (جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں)

صدر کانفرنس کی اجازت سے مولانا سیّد سلیمان اشرف بہاری نے تقریر فرمائی آپ کی تقریر میں دریا کی روانی تھی اور واقعات کا سلسلہ تھا۔ عجب دل پذیر باتیں تھیں مولانا سلیمان اشرف نے اس بات پر زور دیا کہ مسلمان احکام شریعت پر پورے طور پر کاربند رہیں۔ یہی ان کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ انھوں نے اپنی تقریر کے ساتھ یہ تجویز پیش کی کہ علماءِ اہلِ سنّت اور مسلمانانِ بریلی کا یہ عظیم الشان جلسہ گورنمنٹ برطانیہ سے زور کے ساتھ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنا اور تمام اتحادیوں کا اثر جزیرۃ العرب سے اٹھاکر مسلمانوں کو مذہبی دست اندازی کی تکلیف سے معاف رکھے۔ تقریر کے آخر میں مولانا نے ہندو مسلم اتحاد کے برے نتائج کی طرف توجہ دلائی۔

مولانا سیدِ دیدار علی رضوی الوری کو وقت دیا گیا۔ مولانا نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ[1] پر نہایت نفیس وجلیل تقریر فرمائی اور یہ ثابت کیا کہ مسلمانوں کی ہر تباہی ان کے افعال کا ثمرہ ہے، اپنی اصلاح کرو اور شریعت مطہرہ کے حدود سے قدم باہر نہ رکھو۔ مولانا کی تقریر بڑی موثر تھی۔ آپ کے بعد مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے مختصر سی تقریر فرمائی پھر جلسہ ختم ہوگیا۔

تیسرے دن کی کانفرنس اپنی تمام تر جلوہ بارکرنوں کے ساتھ شروع ہوئی۔ آغاز میں رامپور، مراد آباد اور بریلی کے نعت خواں حضرات نے نعت شریف پڑھی۔ صدر کانفرنس کی اجازت سے مولانا محمد عمر نعیمی نے نہایت فصیح وبلیغ تقریر فرمائی اور

---

[1] القرآن الحکیم

تدابیر پر غور نہیں کیا گیا۔ اب مسلمان خود بخود محسوس کرتا ہے کہ ہماری معیشت تباہ ہو گئی، ہماری اقتصادی حالت بہت خستہ ہے۔ یہ تجاویز بہت مختصر ہیں مگر ان میں معنوی اعتبار سے بڑا ذخیرہ مضمر ہے۔ ــــــــ یہ تجاویز آج بھی اپنی افادیت کو اجاگر کر رہی ہیں، ان کی اہمیت روز بروز بڑھتی جائے گی، اور مسلمان عمل نہ کر کے کفِ افسوس کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔ ہر طرف مسلمانوں پر حملہ ہو رہا ہے دنیا کی مشنریاں مسلمانوں کو ــــــــ اور اسلام کو نیست و نابود کرنے پر تُلی ہوئی ہیں اور مسلمان خوابِ غفلت کی نیند میں مستی سے سو رہا ہے۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کی حالت دردناک ہے ــــــــ اب بھی وقت ہے کہ جاگ جائیں اور اپنے گرے ہوئے وقار اور مجروح عزائم کو سنبھالیں۔ اگر اس افتادہ زمانہ میں مسلمانوں نے آنکھیں نہیں کھولیں تو آئندہ مسلمانوں پر خدا جانے کیا گزرے؟

اعلیٰ حضرت امام احمد نے ان تدابیر کو ۱۹۱۲ء میں پیش کیا تھا جو تدبیر فلاح و نجات و اصلاح کے نام سے متعدد بار شائع ہوئیں۔ جماعت انصار الاسلام نے ان تدابیر کا احیاء کیا ــــــــ کئی سال بعد جب امریکی ماہرین نے ان تدابیر کو اپنے ملک میں پیش کیا تو وہاں کے لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لے کر عملی جامہ پہنا دیا۔ آج امریکہ برطانیہ و دیگر یورپین ملکوں کو دیکھئے مالی، اقتصادی اور معاشی حالت سب سے بہتر ہے حالانکہ ان تدابیر کو پیش کرنے میں امام احمد رضا کو اوّلیت حاصل ہے۔ مذکورہ تدابیر کی تقلید کرنے والے کو نوبل انعام کا مستحق قرار دیا گیا، جب کہ اس انعام کے مستحق حقیقی امام موصوف تھے۔ (۱)

---

(۱) ڈاکٹر محمد ہارون ڈائریکٹر رضا اکیڈمی انگلینڈ نے تدبیر فلاح و نجات کا جدید زاویہ نگاہ سے بین الاقوامی تناظر میں جائزہ لیا ہے۔ اصل کتاب انگریزی میں ہے۔ مگر اردو میں ترجمہ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی نے امام احمد رضا ۱۹۱۲ء کا انقلابی منصوبہ" کے نام سے کر دیا ہے۔ جو ہندستان اور انگلینڈ سے شائع ہو چکی ہے

صحافتی خدمات

تعارف ماہنامہ الرضا بریلی

تاریخ اجراء

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی سرپرستی، اور مولانا حسنین رضا خاں بریلوی کی ادارت میں ماہنامہ الرضا بریلی کا اجراء محرم الحرام ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء میں ہوا اور پہلا شمارہ ۲۴ صفحات پر مشتمل منظر عام پر آیا۔ اور ماہنامہ الرضا کی پرنٹنگ کی ذمہ داری مولانا امجد علی اعظمی کے سپرد ہوئی۔ چونکہ مولانا اعظمی مطبع اہلسنّت وجماعت بریلی کے مہتمم تھے، اور تجربہ کار بھی

"الرضا" کی اشاعت پر مبارکبادی

جب ماہنامہ الرضا بریلی جاری ہوا، تو اس کی اشاعت پر مبارکبادی کے خطوط و منظومات کا سلسلہ شروع ہوگیا، اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ اہل سنّت وجماعت میں ماہنامہ کی شکل میں یہ اولین پرچہ تھا۔ مولانا محمد اللہ سرہندیپی نے عربی میں مبارکبادی اور تاریخ پر مشتمل ایک نظم کہی، اس کو نقل کیا جا رہا ہے ——— ملاحظہ ہو:

واجعلہٗ ربّی رضیّا (۱۳۳۸ھ)

اَبَدْرٌ بَدَا فِیْ اَرْضِنَا وَھِیَ ظُلْمَاءُ   اَمْ اُطْلِعَتْ مِنْ جَنَّۃِ الْخُلْدِ حَوْرَاءُ
اَمْ انصبّت فِیْھَا ابحر النور مثلِ مَا   یَصُوْبُ مِنَ السّحب المکللۃِ الْمَاءُ
اَمْ انسق اطباقُ السّمٰوات وَانْجَلَتْ   جنانِ فَضَاءت مِنْ لدنھن اضواءُ
بلیٰ طَلَعَتْ شمسِ الرّضا مستنیرۃٌ   فَضَاءَتْ ضواحِیْ ارضِنا وَھِیَ خضراءُ

سَلَامٌ عَلَیْکَ سرمدٌ اَیُّھَا الرّضا   سَلَامٌ عَلَیْکَ دائِمًا وَ ھُنَاءُ
ھنیًا ھنیًا مرحبًا ثُمّ مرحبًا   لِحَضْرتِکَ العلیاءِ ذالک اِھْدَاءُ
وَاَھْلًا وَسَھْلًا قَدْ اَتَیْتَ بشیرۃً   بِخیرٍ وَمَنْ نالوہٗ مِنْکَ اعزّاءُ
وَبُشْرٰی فبشری ثُمّ لسواک اِنّہٗ   یُحِبّکَ مِنْ ھم لِلرّشادِ احبّاءُ
اَدام مُحیّاکَ المضیئ الّھنا   وَاُولی الّذی وَالوک فِی الخیر ماشاءُ
اَرْفقتنا بشریٰ لکُمْ فَہٗ اتاکُمْ   مُناکُمْ بفضْلِ اللّٰہِ فیکم ونعماءُ
جَرِیْدہ دینٍ کُلّ حَرْفٍ فریدۃٌ   بعقلٍ بہٖ اذرانت خویلۃٌ حسناءُ
وَفیْھَا بیان الدین اَوفیٰ وَوضحت   مَسَائِلہٗ مِنْ حیث یسھل الابداء
یُسمّیٰ الرضا نعم الرضا لِمشیعھا   مِنَ الحسنین المجتبین رضاءُ
عَلَیْکُمْ بِھَا مُذْ کزین لتھتدوا   وَنَحمدہٗ مِنْ منۃٍ الرشادُ والاٰلاءُ
وَفِیْ قولنا واجعلہٗ ربّی رضیّانِ الدعاءِ لمنشیھا وارخْ وایماءُ۔ (۱)

اردو ترجمہ

- کیا ہماری سرزمین میں ماہ کامل نکلا، دراں حالیکہ وہ تاریک تھی یا برآمد ہوئیں فردوس بریں سے حوریں۔
- کیا بہے ہیں اسی سرزمین سے سمندر نور کے، جیسے ابر محیط سے پانی بہتا ہے۔
- کیا پھٹ گئے طبق آسمانوں کے پس روشن ہوگئیں جنتیں، پس چمکے ان جنتوں سے انوار۔
- کیوں نہیں چمکتا ہو آفتاب الرضا کا طالع ہوا، تو روشن ہو گئے ہماری سرسبز شاداب زمین کے تمام کنارے۔

---

(۱) ماہنامہ الرضا بریلی: ص ۲، بابت صفر المظفر ۱۳۳۸/۱۹۱۹ء

توہمیشہ سلامت رہے، اے الرضا تجھے ہمیشہ سلام وثنا ہو۔
پیہم مبارکباد تیری بارگاہ عالیہ کا نذرانہ ہے۔

- تو اہل وسہل میں آیا ہم کو بشارت دیتا ہوا خیر کی، اور جنھوں نے تجھ سے بھلائی پائی عزت والے ہیں۔
- تجھے پے در پے بشارت ہو کہ تجھے وہی پسند کرتا ہے جو راستی کو دوست رکھتا ہے۔
- تیری نورانی ذات کو ہمیشہ خداوند عالم قائم رکھے، اور تیرے چاہنے والوں کو وہ خیر عطا کرے جس کی وہ خواہش کریں۔
- اے رفیقو۔ تمھیں خوشخبری کہ خدا کے فضل سے تمہاری امید برآتی، اور نعمتیں ملیں
- اس میں پورا پورا دین مبین کا بیان ہے، اور کھول دیئے ہیں مسائل دین کے اس طور پر کہ ان کا ظہو آسان ہوگیا۔
- یہ وہ دینی رسالہ ہے جس کا ہر حرف درّ یکتا ہے، ایسی لڑی میں ہے جس سے پردہ نشیں حسینہ کا سنگار کیا گیا۔
- اس دینی رسالہ کا الرضا نام رکھا گیا ہے۔ اور الرضا کیا ہی اچھا ہے، اس کے شائع کرنے والے کے لئے دونوں برگزیدہ حضرات حسنین (مولانا حسنین رضا) سے رضا (امام احمد رضا) ہے
- تم پر اس کا یاد کرنا لازم تاکہ راہ پاؤ، اور ہم اس ذات کی حمد وثنا کرتے ہیں جس کی طرف سے راستی اور نعمتیں ہیں۔
- اور ہمارے قول وَاجعلہٗ رَبِّ رضیاً میں اس کے لئے دعا ہے، اور تاریخ اور اس کے نام کی طرف اشارہ ہے۔ (۱)

پہلا صفحہ ماہنامہ الرضا بریلی کے سرورق پر یہ عبارت تحریر ہے۔

(۱) حسنین رضا بریلوی، مولانا: ماہنامہ الرضا بریلی، ص ۳، صفر ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء

وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَقُّ اَن یّرضوہُ ورضوانٌ مِنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ

رسالہ کا نام کچھ اس طرح کاتب نے لکھا ہے جیسے گنبد بنایا گیا ہو۔ پھر فہرست مضامین مندرج ہے۔ اور مقام اشاعت، ایڈیٹر مولانا حسنین رضا بریلوی کا نام بھی:

الرضا کے اغراض ومقاصد

ماہنامہ الرضا بریلی کے اغراض ومقاصد حسب ذیل تھے۔

- مسلمان سچے مسلمان بنیں، ان کے اقوال، ان کے افعال قرآن عظیم اور حدیث رسول کے موافق ہوں۔
- خداوند عالم کا خوف، اور اس کے حبیب لبیب کی سچی محبت ان کے دلوں میں پیدا ہو۔
- سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری کے صحیح واقعات ان پر پیش کئے جائیں، تاکہ وہ اس مقدس ذات کی معاشرت کو اپنا رہنما بنائیں۔
- اولیاء کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے نصائح اور وصایا انھیں یاد دلائے جائیں تاکہ یہ انکی انمول نصیحتوں، اور اعلیٰ ترین وصیتوں کو اپنا دستور العمل ٹھہرائیں۔
- علم دین کے برکات، اور علماء امت کے کارناموں پر انھیں مطلع کیا جائے تاکہ یہ ان کو پتہ چلے کہ اسلاف کرام نے اکتساب علوم ومعارف میں کیسی کچھ جدوجہد کی ہے، کہ امام غزالی اور امام رازی جیسے ہمہ داں عالم اور مصر وشام جیسی عظیم الشان درس گاہیں، دنیا آج تک پیش نہ کرسکی۔
- اسلاف کرام کا عروج، اور ان کی شان وشوکت انھیں دکھائی جائے تاکہ وہ موجودہ تنزل پگڈنڈی کو چھوڑ کر ترقی کی شاہراہ پر پڑجائیں۔
- اسلام کی اخلاقی تعلیم سے ان کے کان آشنا کئے جائیں تاکہ کبر ونخوت ان کے دماغ میں نہ رہے، نفاق سے ان کا سینہ صاف ہوجائے۔ بغض وحسد ان تک راہ نہ پائے

ریا کے پاس نہ بھٹکیں، اتحاد وخلوص، ہمدردی، اور صلۂ رحم ان میں پیدا ہو، اسلامی اخوت کے قابل قدر رشتہ کو مضبوط کریں۔

- دین کو دنیا پر قربان نہ کریں، بلکہ دین ہی کے مبارک سائے میں دنیاوی ترقیاں حاصل کریں۔
- اپنے ہر کام میں افراط وتفریط سے بچ کر اعتدال پر آجائیں۔
- زمانہ کی ان رسموں سے (جو قانون شریعت کے بالکل خلاف ہیں) پرہیز کرنے لگیں[1]

انداز ترتیب مضامین

ایڈیٹر کی اہم ذمہ داری مضامین کی ترتیب اور انتخاب ہوتی ہے چونکہ حالات حاضرہ اور اپنے قارئین کے مزاج کے مطابق مضامین رسالہ میں پیش کرتا ہے۔ اس لئے بھی اس پر ایک بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ ایسے آرٹکل دے جائیں جو قارئین کے ذہنوں کو فوراً چھو لینے والے ہوں۔ اس سے رسالہ کا سرکولیشن ڈپارٹمنٹ کافی اثر انداز ہوتا ہے۔ ماہنامہ الرضا بریلی کی کیسی ترتیب تھی؟ الرضا کے ایڈیٹر مولانا حسنین رضا بریلوی رقم طراز ہیں:

> چونکہ دنیا میں قدم رکھنے کے بعد ہر مسلمان کا پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے عقائد واعمال، عادات ومعاملات کو جادۂ اعتدال پر لے آئے۔ لہذا پرچہ کی ترتیب میں بھی اس امر کو پیش نظر رکھا گیا ہے، یعنی ابتدائی صفحات میں دین مبین کی سچی تعلیم، اور مخالفین کے بے جا حملوں کے جوابات دیتے جائیں۔ تاکہ مخالفین کے ان بے سود حملوں سے بھولے بھالے مسلمان کے عقائد میں کسی طرح کا تزلزل نہ واقع ہو۔ اس کے بعد علمی مباحث

---

(۱) ماہنامہ الرضا بریلی: ص ۲۵، بابت محرم الحرام ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء

> اور تاریخی حالات بھی زیب وزینت صفحات بنتے رہیں گے۔ (۱)

قواعد وضوابط

ماہنامہ الرضا بریلی کی اپنی ایک انتظامیہ پالیسی تھی جیسا کہ ہر اخبار ورسالہ کی پالیسی ہوتی ہے۔ اور انہیں قواعد وضوابط کی بنیاد پر رسالہ کی اشاعت مزید مستحکم ہوتی ہے، اب ایک نظر الرضا کے قواعد پر:

- الرضا کا آغاز ماہ محرم سے ہوگا۔
- جو اصحاب درمیانِ سال میں خریداری کریں گے، اگر ان کی خریداری نصف سال سے قبل ہوگی تو ان کو محرم سے اس وقت تک کے تمام رسائل بھیج کر شروع سال سے خریدار سمجھا جائے گا، ورنہ اختیار ہوگا کہ شروع سال سے اپنی خریداری قائم کریں یا سال کی پچھلی ششماہی سے خریدار رہیں۔
- عام چندہ موافق نقشہ ذیل کے ہوگا۔
- سالانہ ـــ دو روپیہ، ششماہی ـــ ایک روپیہ چار آنہ، سہ ماہی ـــ دس آنہ۔
- قیمت فی پرچہ تین آنہ علاوہ محصول ڈاک۔
- یہ رسالہ ماہوار شائع ہوتا رہے گا، اور کسی مہینہ کا رسالہ بیس صفحوں سے کم نہ ہوگا۔ بلکہ بعض مرتبہ بضرورت بڑھ جایا کرے گا۔
- یہ رسالہ اعلیٰ قسم کے کاغذ پر طبع ہوتا رہے گا، اور قیمت سالانہ دو روپیہ پیشگی لی جایا کرے گی۔ غیر ممالک سے صرف اس قدر زیادہ لیا جائے گا جس قدر وہاں کا محصول بہ نسبت ہندستان کے زیادہ ہے۔
- سوائے ان صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا کر چکے ہیں، جملہ حضرات کی خدمت میں

---

(۱) ماہنامہ الرضا بریلی: ص ۲۵، بابت محرم الحرام ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۹ء

شروع سال کا (یا جیسی خریداری شروع کی ہو اس کا پہلا پرچہ وی پی بھیجا جائے گا۔ اور ایک آنہ فیس منی آڈر اضافہ کر کے دو روپیہ ایک آنہ کا ویلو حاضر خدمت ہوگا

- رسالہ کسی صاحب کی خدمت میں بلا طلب وی پی نہیں جاتے گا۔
- چندہ کی میعاد ختم ہو جانے پر اگر خریدار کی طرف سے کوئی انکاری اطلاع نہ موصول ہوئی تو ہم وی پی بھیج کر آئندہ سال کے لئے چندہ وصول کر لینے کے مجاز ہونگے
- سیاسی معاملات سے اس رسالہ کو کبھی کوئی تعلق نہ ہوگا۔
- قلمی معاونین کی خدمت میں التماس ہے کہ مضمون صاف اور خوشخط میں لکھیں
- ایسے مضامین الرضا لینے کے لئے تیار نہیں جو بے نتیجہ اور غیر محققانہ ہوں، یا الرّضا کے مقاصد سے صراحتاً یا کنایتاً مخالف ہوں۔
- آپکے ارسال کردہ مضامین میں مدیر کو ترمیم وغیرہ کا اختیار ہوگا۔ (۱)

الرّضا کو دشواریوں کا سامنا اور مطبع حسنی کا قیام

ماہنامہ کا نکالنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں، جوش و جذبات میں اولاً رسالہ نکل جاتا ہے پھر اس کے دوامی پروگرام کی فکر لاحق ہو جاتی ہے۔ راقم السطور کا تجربہ ہے کہ بہت سے رسالے نکلے اور بند ہو گئے، اسی میں ایڈیٹر و مالک کو زبردست خسارہ سے نپٹتے نپٹتے زندگی گذر جاتی ہے۔ اور وہ بار قرض سے سبکدوش نہیں ہو پاتا۔ ذیل کے اقتباس سے مولانا حسنین رضا بریلوی کی دشواری کا اندازہ بخوبی ظاہر ہے مولانا لکھتے ہیں:-

> آپ کا الرّضا دس ماہ کا ہو کر خدا کے فضل و کرم سے گیارہویں مہینے میں قدم رکھتا ہے۔ مگر گلزار مصطفوی کے اس نوخیز پودے کو اس

---

(۱) ماہنامہ الرضا بریلی؛ ص آخری، بابت ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء

> نو عمری میں متعدد مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلے پرچے کی اجازت کی دشواریاں، پر لکھائی چھپائی کی دقتیں، اس کے بعد سفید کاغذ کی کمیابی وغیرہ وغیرہ ایسے امور تھے کہ جنہوں نے اس وقت تک پرچے کو بہت خوبیوں سے محروم رکھا خدا نے فضل کیا کہ لکھائی چھپائی کی طرف سے بحمد اللہ قدرے اطمینان ہو گیا ہے ۔ (۱)

پریس وقت کی اہم ضرورت ہے۔ پریس کی جتنی اہمیت آج ہے بس اتنی ہی اہمیت و قعت آج سے سو سال قبل تھی۔ چونکہ پریس ہی ایک ایسا ذریعۂ ابلاغ ہے جس سے ہر مکتبۂ فکر اپنے نظریات و افکار کی اشاعت وسیع پیمانہ پر کر سکتا ہے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے اوپر غلط الزمات کی تشہیر پریس کا ہی کارنامہ ہے، مولانا حسنین رضا بریلوی ان ساری ضرورتوں کو خوب سمجھتے تھے ۔ مولانا اپنے چچا امام احمد رضا بریلوی کے معاون دوست راست تھے انہی ساری ضرورتوں کے مدنظر وہ پریس لگانے کی جدوجہد میں لگ گئے

---

(۱) ماہنامہ الرضا بریلی؛ ص ۸، ۷ بابت شوال ۱۳۳۸ھ، ج ۱، ش ۱۰

اعلانِ اشتہار

اس ماہنامہ سے احبابِ اہلسنّت وجماعت کو خصوصی سے لگاؤ تھا، لوگ اپنے اپنے طور پر ماہنامہ کے تعاون اور نشر واشاعت کے لئے طریقہ اپناتے تھے۔ مثال کے طور پر حاجی مولوی محمد لعل خاں رضوی مدراسی کی انجمن اصلاحِ عقائد زکریا اسٹریٹ کلکتہ (۱) کی طرف سے شائع شدہ اعلان درج ذیل ہے: ـــــــــ لکھتے ہیں

الرضا شریعت نبوی کا حامی، طریقت مصطفے کا مددگار، اخلاقِ محمدی سکھانے والا، کفر وشرک سے بچانے والے، اصولِ شریعت بتانے والا، اسلام کا سچا ہمدرد، مسلمانوں کا بہترین رہنما، تمدنی اخلاقی وتاریخی مضامین، دلکش مجموعہ، جو بادارت مولوی حسنین رضا خاں صاحب بریلی محلہ سوداگران سے شائع ہوتا ہے۔ طلب فرمائیں۔ (۲)

---

(۱) منشی حاجی محمد لعل خاں ویلور (مدراس) میں ۱۲۸۳ھ میں پیدا ہوئے۔ والد قاسم خاں سے انگریزی اردو کی تعلیم حاصل کرکے ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۴ء میں اٹھارہ برس کی عمر میں محرّری کے عہدے پر متعین ہوکر برما کی جنگ میں شریک ہوئے۔ مگر اسلامیات کے مطالعہ نے ذہن کی کایا پلٹ دی اور ملازمت چھوڑ دی۔ ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء کو حج سے فارغ ہوکر ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں کلکتہ آئے اور وہیں مقیم ہوگئے۔ ۱۳۱۹ھ میں آپ نے فاضلِ بریلوی کو کلکتہ بلایا اور ندوہ کے رد میں عظیم الشان جلسہ کرایا۔ (تذکرہ خلفاء اعلیٰ حضرت ص ۳۱۹ کراچی) امام احمد رضا سے خلافت واجازت حاصل تھی۔ آپکے بارے میں اعلحضرت نے فرمایا ہے۔

جوہر منشی لعل یہ ہیرا کھامرنے کو منگاتے ہیں (الاستمداد)

آپ کا انتقال ۲۱ جولائی ۱۹۲۱ء/۱۳۳۹ھ کو ہوا۔ (الفقیہ، ۵ راگست ۱۹۲۱ء)

(۲) محمد برہان الحق جبل پوری، مفتی: اجلال الیقین ص ۳۰، مطبع اہلسنت وجماعت کلکتہ

معاصر رسائل واخبارات

ماہنامہ الرضا بریلی کے معاصر اخبارات ورسائل میں ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رام پور، الفقیہ امرتسر، روزنامہ زمیندار لاہور، روزنامہ پیسہ لاہور، ہفت روزہ مدینہ بجنور، ماہنامہ آفتاب اسلام اور ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ قابل ذکر ہیں۔ الرضا میں مذکورہ اخبارات ورسائل سے منقول مضامین بھی نظر سے گزرے ـــــ مثلاً:

مولانا محمد میاں قادری مارہروی کا ایک مضمون بعنوان "کیا مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی مسلمانوں کے مذہبی پیشوا ہیں"؟ الفقیہ امرتسر میں شائع ہوا۔ یہ مضمون ایک طویل خط کی شکل میں ہے، جو مولانا محمد میاں مارہروی نے منیجر اخبار الفقیہ کو تحریر فرمایا ہے۔ یہ تفصیلی خط الرضا میں بھی ہے۔ (۲)

مشمولات پر ایک نظر

ماہنامہ الرضا بریلی اپنے علمی اور تحقیقی مقالات کی بنیاد پر اعلیٰ معیار کا حامل تھا، رسالہ کے معیار کا اندازہ ایڈیٹر کی علمی صلاحیت سے لگایا جاتا ہے۔ چونکہ حضرت مولانا حسنین رضا بریلوی اعلحضرت امام احمد رضا بریلوی کے صحبت یافتہ، خلیفہ، شاگرد اور رشتہ میں بھتیجے تھے۔ اس لئے الرضا کا معیار بلند ہونا ہی چاہیے تھا۔ ذیل ان اہم

---

(۱) بروایت مولانا حبیب رضا خاں نوری بریلوی، مفتی مرکزی دارالافتاء سوداگران بریلی

(۲) ماہنامہ الرضا بریلی: ص ۵، بابت شوال ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء، ج ۱، ش ۱۰

شخصیات اور قلم کاروں کے نام درج کئے جارہے ہیں، جنہوں نے الرضا میں مسلسل اپنے مقالات شائع کرائے:

- ـــــ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی
- ـــــ ملک العلماء مولانا ظفرالدین بہاری
- ـــــ مفتیٔ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی
- ـــــ حکیم عبدالرحیم مذاقؔ جبل پوری
- ـــــ مولانا عرفان علی رضوی بیسلپوری
- ـــــ صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی
- ـــــ مولینا نور محمد رضوی لکھنوی
- ـــــ تاج العلماء مولانا محمد میاں مارہروی
- ـــــ سیّد شبیر حسین عارفؔ بریلوی
- ـــــ استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی
- ـــــ سیّد ایوب علی رضوی بریلوی
- ـــــ مولانا حافظ محمد عبدالحلیم جالمی بمبئی
- ـــــ مولوی سیّد محمد عزیز حسن مدرسہ عالیہ سہسرام

مشمولات پر تفصیلی نظر

ماہنامہ الرضا بریلی اپنی تمام تر علمی خدمات اور تحقیقی مضامین کی وجہ سے علمی حلقہ میں کافی مقبول ہوچکا تھا۔ اپنوں ہی میں نہیں بلکہ اغیار میں بھی پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کے ہر ماہ کے شمارے کا بے چینی سے انتظار کیا کرتے تھے۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ مولانا حسنین رضا بریلوی قدس سرہٗ بذاتِ خود اعلیٰ صلاحیت کے حامل تھے، اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اس کی سرپرستی اپنے وقت

کے امام العصر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کر رہے تھے۔

اب ایک نظر اس کے مشمولات پر،

- ـــــ مولانا حسنین رضا بریلوی امام احمد رضا بریلوی کے قلمی فتاوی اور خطوط شائع کیا کرتے تھے۔ اور ان کے یہاں سے جاری ہدایات بھی وقتاً فوقتاً شامل اشاعت کی جاتی تھیں۔
- ـــــ امام احمد رضا کی مجلسی گفتگو جو الملفوظ (۱) کے نام سے شائع ہوئی وہ ابتداً ماہنامہ میں شائع ہوا کرتی تھی۔ جو قارئین کے لئے نہایت دلچسپ ہوتی تھی اس کا عنوان "ملفوظات" تھا۔
- ـــــ مولانا حسنین رضا بریلوی وقت کی ضرورت اور حالات کے پیش نظر خود مضامین تحریر فرماتے تھے۔ ایک مستقل کالم جو حضور نبیٔ مکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام کی فضیلت پر مبنی ہوتا تھا، قسطوں میں لکھتے رہے۔ اگر ان ساری قسطوں کو جمع کیا جائے تو باقاعدہ ایک ضخیم کتاب مرتب ہوسکتی ہے۔
- ـــــ مولانا ظفرالدین بہاری (پروفیسر مدرسہ عالیہ سہسرام) کے مختلف موضوعات پر مضامین ملتے ہیں۔ انھوں نے "اتحاد واتفاق" کے عنوان سے کئی قسطوں میں ایک مقالہ مکمل کیا۔ جو اپنی افادیت کی بنیاد پر آج بھی اہمیت کا حامل ہے۔
- ـــــ جناب سیّد ایوب علی رضوی بریلوی، سیّد قناعت علی رضوی بریلوی جن کو امام احمد رضا بریلوی کے یہاں پیش کاری کی خدمت کا موقع ملا وہ ہر سال رمضان المبارک وغیرہ کی جنتریاں، اور تاریخی مستخرج کر کے شائع کرتے تھے
- ـــــ امام احمد رضا بریلوی کی شہرۂ آفاق تصنیف "فوزِ مبین در رد

(۱) مفتیٔ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی نے اس کو بعد میں جمع کر کے الملفوظ کا نام دیا، رضوی عفرلہٗ

حرکت زمین" سب سے پہلے الرضا میں شائع ہوئی ———— اور ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو امریکہ کے منجم پروفیسر البرٹ کی ہولناک پیشن گوئی جو انگریزی اخبار ایکسپریس ۱۸ اکتوبر پٹنہ میں شائع ہوئی، اس کا اردو ترجمہ نواب وزیر احمد خاں، سید اشتیاق علی رضوی نے کر کے امام کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ تراشہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری نے بھیجا تھا۔ یہ پورا رسالہ الرضا میں شائع ہوا۔

- تاجدار اہلسنّت مفتیٔ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی کی قلمی تصنیف "تصحیح یقین برختم النبین" ———— شائع ہوئی پہلی قسط راقم کے پیش نظر ہے۔ وغیرہ وغیرہ

امام احمد رضا بریلوی کے خلفاء و تلامذہ

(۷)

صحافتی خدمات ناقابلِ فراموش

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کی ذات ستودہ صفات ہمہ جہت کی حامل ہے۔ انکی شخصیت میں ہر پہلو نمایاں ہی نظر آتا ہے۔ تاہم امام احمد رضا کے حوالے سے صحافتی خدمات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، جب کہ امام احمد رضا کے خاندان اور تلامذہ نے میدانِ صحافت میں بے مثال صحافتی انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ درجۂ ذیل جائزہ سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ہر دور میں صحافت کی اہمیت رہی ہے۔ آج کے مادی دور میں ایسے ایسے ذرائع ابلاغ میسّر آگئے ہیں کہ لوگ صحافتی طبقہ کے افراد کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ ریڈیو، دوردرشن، اور ڈش انٹینا کے ذریعہ غیر ممالک کے ٹیلی ویژن مراکز وغیرہ پوری دنیا کی خبریں، اور حالات حاضرہ کا جائزہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ مگر صحافت میں جو جان ہے وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتی، اس کے ذریعہ زبان و بیان اور کلچر کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ گویا صحافت ایک ایسی چیز ہے جو قیامت تک اپنی اصلی حالت پر برقرار رہنے والی ہے۔

امام احمد رضا کے عہد میں صحافت کا تو بازار گرم تھا ہی مگر سنی صحافت نہ ہونے کے برابر تھی، سنّی صحافت کے میدان میں پہلے قدم رکھنے والے امام احمد رضا کے بھتیجے مولانا حسنین رضا خاں بریلوی ہیں جنھوں نے امام احمد رضا کی اجازت سے ایک ماہنامہ نکالا، ماہنامہ الرضا کی تاریخ اجراء محرم الحرام ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء ہے اور پہلا شمارہ ۲۴ صفحات

پر مشتمل منظر عام پر آیا۔ جتنے بھی شمارے راقم السطور کی نظر سے گذرے سبھی پر بحیثیت مدیر اعلیٰ مولانا حسنین رضا بریلوی کا اسم گرامی تحریر ہے۔ میرے خیال میں مولانا کے ہی دور میں ماہنامہ الرضا بند بھی ہوا۔ الرضا پر سرسری نظر ڈالنے سے اس کے علمی معیار کا اندازہ ہوتا ہے۔ الرضا میں امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ خود مضامین لکھتے تھے اور خصوصیت سے امام احمد رضا کی کسی قلمی کتاب کو شاملِ اشاعت کیا جاتا تھا۔ امام احمد رضا کے بہت سارے چھوٹے بڑے فتاویٰ بھی وقتاً فوقتاً شائع ہوئے اگر ان فتاوی اور ان تحریروں کو جمع کیا جائے تو ایک اچھی خاصی ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ مولانا حسنین رضا بریلوی نے سیرت انبیاء کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا، جس کو وہ خود تحریر کیا کرتے تھے۔ اس سلسلے کی قسطوں کو جمع کیا جانا چاہیئے تاکہ تذکرہ انبیاء پر ایک مستند عالم کی کتاب منظر عام پر آجائے، خدائے تعالیٰ کسی عالم کو اس کی طرف متوجہ فرمائے۔

ماہنامہ الرضا اور دیگر تصانیف امام احمد رضا کی اشاعت کی غرض سے مولانا حسنین رضا نے ایک پریس لگوایا، جس کا نام حسنی پریس تھا مطبع اہلسنّت کے نام سے ایک پریس قائم ہوا جس کا جائے وقوع محلہ سوداگراں بریلی تھا۔ حسنی پریس کے ذریعہ مولانا نے امام احمد رضا کی بے شمار تصانیف شائع فرمائیں۔ مولانا کا یہ کام دنیائے سنیت پر احسانِ عظیم کا درجہ رکھتا ہے۔ اگر وہ اشاعت کتب کی طرف توجہ نہ دیتے تو یہ دین کا عظیم الشان ذخیرہ محفوظ نہیں رہ سکتا تھا چونکہ موجودہ دور میں جن حضرات کے پاس قلمی تصانیف موجود ہیں وہ اشاعت کی طرف بالکل ہی توجہ نہیں دے رہے ہیں جو نا قابل فہم وجہ پر مبنی ہے۔

ماہنامہ الرضا کے بند ہو جانے کے بعد حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی نے ایک ماہوار پرچہ نکالا صفحات ۳۲ تھے۔ یہ بات یاد رہے کہ اس دوران قادیانیوں کا زور بام عروج کو پہونچ چکا تھا، جگہ جگہ فتنے پھیلا رہے تھے، اس لئے اس کا قلع قمع کرنا نہایت ضروری تھا۔ مولانا حامد رضا بریلوی کا جاری کردہ ماہنامہ صرف اور صرف قادیانیوں کے رد میں تھا مولانا خود ایڈیٹر تھے غالباً تین شماروں کے بعد آخری منزل کو پہونچ

گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مولانا حامد رضا بریلوی کی تبلیغی اور دینی مصروفیات اس قدر بڑھ گئی تھیں کہ اس کی طرف توجہ نہ دے سکے۔ اس میں زیادہ تر مضامین مدیر اعلیٰ مولانا حامد رضا بریلوی کے ہوتے تھے۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی اجازت سے حافظ افتخار ولی خاں رضوی پیلی بھیتی نے ماہنامہ تحفۂ رضویہ جاری کیا۔ جس میں حضور مفتی اعظم کی مضامین اور ان کی تصانیف کے اقتباسات کثرت سے ہوتے تھے، حافظ افتخار ولی خاں کو زیادہ تر قلمی تعاون مولانا حشمت علی خاں لکھنوی سے حاصل تھا تحفۂ رضویہ کی پیشانی پر حضور مفتی اعظم کا اسم گرامی تحریر ہے۔ سائز ۲۰×۳۰ اور ۲۳ صفحات پر مشتمل تھا۔ حضرت ہی کی سرپرستی میں موفق عزیز احمد بریلوی نے ماہنامہ نوری کرن شائع کیا جو کافی دنوں تک مسلکِ اہل سنّت کی نمائندگی کرتا رہا ہے۔ جس کے ایڈیٹر صوفی اقبال احمد نوری تھے۔

تیسرے عہد میں جماعتِ رضائے مصطفیٰ بریلی نے اپنا ترجمان بنام ماہنامہ یادگار رضا جاری کیا یادگار رضا ۱۳۴۵ھ میں شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ مولانا حامد رضا کی سرپرستی حاصل تھی ابتدًا مولانا محمد علی حامدی آنولوی ایڈیٹر رہے مگر وہ زیادہ دن تک یادگار رضا کی ذمہ داریوں کو سنبھال نہ سکے بعدہٗ اس کی ادارت مولانا ابوالمعانی ابرار حسن تلہری کو سونپ دی گئی، دونوں حضرات حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا کے خاص تلامذہ میں تھے۔ نہایت درجہ قابل باصلاحیت اور اردو کے شاندار ادیب تھے۔ مولانا تلہری آخری دم تک یادگار رضا کے مدیر رہے، مولانا کے اداریے بے باک اور نڈر ہوا کرتے تھے حالات حاضرہ اور ہندستان کی سیاست پر زیادہ تر لکھا کرتے تھے۔ مولانا کو بذات خود بھی سیاست سے دلچسپی تھی مگر صالح سیاست۔ ماہنامہ یادگار رضا رسالہ سائز ۲۰×۳۰ کے سائز پر ہوتا تھا۔ کل صفحات ۳۲ ہوا کرتے تھے۔ خصوصی شماروں کے صفحات ظاہر ہے کہ زیادہ ہی ہوتے ہونگے۔ یادگار رضا معیاری پرچہ تھا۔ جس میں اپنے اپنے وقت کے غزالی و رازی کے مقالات شاملِ اشاعت ہوتے مثلاً یہ شخصیات۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاںؒ، مولانا

حامد رضا بریلوی، مفتیٔ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا، مولانا سیّد احمد اوری حزب الاحناف لاہور قاری غلام معین الدین لکھنوی، مولانا قطب الدین جانشین مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا حسنین رضا بریلوی، مولوی درد کاکوری، سیّد حبیب احمد مدنی، قاضی خلیل الدین پیلی بھیتی اسعد شاہجہاں پوری، مولانا ظفر الدین بہاری، سیّد شمس الدین کچھوچھوی، مولانا محمود جان جام جودھپوری، مولانا ضیاء الدین ایڈیٹر تحفہ حنفیہ پٹنہ مولوی لطیف الدین مدرسہ نظامیہ فرنگی محل، منشی ہدایت یار خاں بریلوی۔ اور مولوی سید ایوب علی بریلوی وغیرہ

ماہنامہ یادگار رضا میں ایک خاص مضمون دیکھنے کو ملا کہ پنڈت دیا نند سرسوتی کی اشتعال انگیز کتاب "ستیارتھ پرکاش" کا قسط وار رد دیکھا گیا ہے۔ ستیارتھ پرکاش میں اسلام، قرآن پاک اور حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بیہودہ الزمات لگائے گئے ہیں۔ مذکورہ کتاب ہندوازم میں بڑی مقدس مانی جاتی ہے۔ مذہب آریہ سماج کی اساس یہی کتاب ہے۔ آریائی مبلغین مذکورہ کتاب کو مفت تقسیم کرتے ہیں۔ اسلام دشمن عناصر اس اقتباسات کو وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہتے ہیں۔ جب کہ ستیارتھ پرکاش میں لگائے گئے الزمات کا رد علماء اہلسنّت نے ایسا کیا کہ دوبارہ جواب نہ بن سکا۔

امام احمد رضا کی قائم کردہ تنظیم جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی کی صحافتی خدمات اپنے عہد میں آفتاب کی طرح روشن تھیں، چودہویں صدی کی صحافت میں خاندانِ رضا اور جماعت رضائے مصطفےٰ کا اہم رول رہا ہے اس جماعت کے ترجمان ماہنامہ یادگار رضا بریلی نے "مومن نمبر" کے نام سے اپنا ایک خصوصی ایڈیشن شائع کیا۔ ایک زمانہ میں مسئلہ کفو اور مسئلہ افغانستان اپنے شباب پر تھے۔ ان مسائل پر شرعی اور سیاسی نقطۂ نظر سے زبردست سے تجزیہ ایک عالم دین اور ممتاز صحافی ہی کرسکتا ہے۔ جماعت رضائے مصطفےٰ کے شعبۂ صحافت میں اپنے اپنے وقت کے کہنہ مشق ادیب، شاعر اور انشاء پرداز صحافی موجود تھے۔ مومن نمبر پر ہندستان کے نامور قدیم صحافی شاہ فضل حسن صابری ایڈیٹر ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رام پور نے ان الفاظ میں تبصرہ کیا ہے۔ جس کے اقتباسات ملاحظہ ہوں:

"الحمدللہ۔ مولانا محمد ابرار حسن تلہری کی سعی جمیلہ رسالہ یادگار رضا کا خصوصی نمبر بنام "مومن نمبر" شائع ہوگیا ہے ہم نے اس نمبر کو نہایت دلچسپی سے پڑھا جہاں تک ہماری رائے ہے یہ نمبر علمی و فقہی معلومات کا گنجینہ ہے۔ فاضل مدیر نے کاغذ و لکھائی اور چھپائی کے اعتبار سے ہر طرح دیدہ زیب بنانے کی سعی و بلیغ کی ہے۔ اس کے اوراق کو اکابر علماءِ اسلام کی نہایت دلچسپ اور مفید و کارآمد مضامین سے مزیّن کیا ہے۔ مومن نمبر میں مسئلہ کفو پر خصوصیت سے قلم اٹھایا گیا ہے۔ آج ہندستان کی بعض قومیں جو مسئلہ کفو کی مخالفت کر رہی ہیں وہ حقیقتاً شریعت مطہرہ کو پیٹھ دے رہی ہیں۔ اس مسئلہ کفاءت پر جس دل نشیں اور دلچسپ پیرایہ انداز میں روشنی ڈالی ہے، وہ قابل دید و شنید ہے، جس کا اسلوب بیان نہایت ہی موثر و دلکش ہے۔ مومن نمبر میں حالات افغانستان پر بھی شرعی نقطۂ نظر سے زبردست تبصرہ کیا گیا ہے۔ امان اللہ خاں اور بچہ سقہ کا حکم بتایا گیا ہے امان اللہ خاں پر الزام کفر اور بچہ سقہ کی بغاوت اور یہ کہ بچہ سقہ حکومت و جہاں بانی کا اہل ہے یا نہیں؟ ان امور پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس مضمون کا مسلمانوں کے لئے مطالعہ کرنا بے حد ضروری ہے، اخباروں کی کورانہ تقلید سے بچیں اور حقیقت رس بنیں غرض کہ مومن نمبر ان خوبیوں سے مزیّن ہوکر ۱۲۰ صفحات شائع ہوگیا ہے (ص ۷، شمارہ ۴، جلد ۱۴ - ۶۶) ماہنامہ یادگار رضا کو کئی بار مالی خسارہ سے دوچار ہونا پڑا، اس کے تدارک کے لئے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں، مفتیٔ اعظم کی جانب سے ایک اپیل شائع ہوئی جس میں مسلمانوں کو اس کی معاونت کے لئے متوجہ کیا گیا تھا۔ شہزادگانِ امام احمد رضا کے فرمان کا اتنا اثر ہوا کہ ایک سال برابر نکلتا رہا، لوگوں نے تعاون کیا، ممبری شب قبول کی، مگر تعاون دائمی نہ تھا۔ پھر آخر کار جماعتِ رضائے مصطفےٰ کے اراکین نے مجلس شوریٰ طلب کرکے ایک امدادی فنڈ قائم کیا مگر اس کا زیادہ اثر نہ ہوا آخر کار یادگار رضا کو بند کردیا گیا۔ پھر بریلی کی روشن صحافت کافی عرصہ کے لئے خاموش ہوگئی۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ کے خلفاء میں قاضی عبدالوحید فردوسی عظیم آبادی محتاجِ

تعارف نہیں انھوں نے ماہنامہ تحفۂ حنفیہ کا اجراء کیا اور مدرسہ حنفیہ قائم فرمایا جس میں علامہ وصی احمد محدث سورتی اور مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی جیسے جیّد عالموں نے درس دیا۔ ماہنامہ تحفۂ حنفیہ میں زیادہ مضامین امام احمد رضا قدس سرہٗ کے ہوتے تھے۔ تحفۂ حنفیہ کی فائل خدابخش لائبریری پٹنہ میں محفوظ ہے۔ کچھ شمارے رضا لائبریری رام پور میں بھی پائے جاتے ہیں کچھ جلدیں مولانا تحسین رضا خاں محدث کے ذاتی کتب خانہ میں بھی دیکھنے کو ملیں۔ اس صحافتی دور میں امام احمد رضا کے ایک معتقد نے آفتاب اسلام نام سے ماہنامہ جاری کیا۔ بریلی شہر سے امجد شاہ نے المجدد اخبار بھی نکالا مگر اس کی کوئی کاپی نظر سے نہیں گذری، مولانا حسن بریلوی نے اپنے ذاتی صرفہ سے ماہنامہ قہر الدیان جاری کیا، مولانا ایڈیٹر تھے، آپ کے اداریے کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہندستانی سیاست کی غلط روش اور مسلم لیڈروں کے ڈگمگاتے قدم کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا۔ انھوں نے فوراً مسلم مفاد کے لئے قلم اٹھایا۔ اور دوٹوک الفاظ میں اپنی بات کہے بغیر خاموش نہیں ہوتے۔ مولانا حسن رضا خاں صاحب حسن بریلوی کی سرپرستی اور انکی زیرِ نگرانی ماہنامہ بہارِ بے خزاں اور ہفت روزہ اخبار روزافزوں بھی جاری ہوا جس کے ایڈیٹر مولانا حسن بریلوی کے قابلِ فخر شاگرد حمد بریلوی اور نامی بریلوی تھے روزافزوں سیاست میں دخیل تھا، اور ہندستانی سیاست پر بے باک تبصرہ کرتا تھا۔ بہارِ بے خزاں میں مذہبی مضامین ہوتے اور خاص طور سے بریلی کی ادبی انجمنوں کی سرگرمیاں اور شعراء کے کلام شائع ہوتے تھے استاذِ زمن مولانا حسن بریلوی، مرزا داغ دہلوی کے شاگرد تھے، اس لئے مذکورہ دونوں نام داغ دہلوی کے تجویز کئے ہوئے تھے۔ مولانا حسن بریلوی امام احمد رضا قدس سرہٗ کے منجھلے بھائی ہیں، انکی نعتیہ اور غزلیہ شاعری کافی مشہور ہے ہند و پاک کے اکثر نعت خواں آپ کی نعتیں گنگناتے ہیں۔ ہفت روزہ اخبار الفقیہ امرتسر، اور ہفت روزہ مدینہ بجنور، ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رام پور امام احمد رضا سے خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ امام احمد رضا کے فتاوی مضامین مذکورہ اخبارات

بڑے فخر اور شہ سرخیوں میں شائع کرتے تھے۔ امام احمد رضا کی مذہبی اور تبلیغی سرگرمیاں بھی وقتاً فوقتاً شاملِ اشاعت ہوتی تھیں۔ ان اخبارات کی فائلوں سے کافی مواد حاصل ہو سکتا ہے۔

سنّی صحافت کے کئی دور گذرے اور عہد بہ عہد کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا رہا ہے۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی نے جب منظرِ اسلام کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لی تو مدرسہ کا ایک ترجمان بنام "ماہنامہ یادگارِ اعلیحضرت" جاری فرمایا حضرت جیلانی میاں کی ادارت میں یادگارِ اعلیحضرت کافی عرصہ تک چلتا رہا، اور بڑے وقیع مقالات ہوتے تھے وہ خود بھی مضمون نگاری سے دلچسپی رکھتے تھے۔ آپکے انتقال کے بعد مولانا ریحان رضا خاں نے ادارت کے فرائض انجام دیتے۔ اور مولانا نے اس کا نام "اعلیحضرت" رکھا، اب مولانا سبحان رضا خاں کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔ مولانا مفتی محمد اعظم نوری شیخ الحدیث دارالعلوم مظہرِ اسلام بریلی نے حضور مفتی اعظم کی حیاتِ ظاہری میں دامنِ مصطفےٰ کے نام سے رسالہ جاری کیا۔ حضور مفتیٔ اعظم کے وصال تک برابر چلتا رہا۔ بعدہٗ سہ ماہی کر دیا گیا پھر اردو زبان بدل کر ہندی کر دی گئی، مگر زیادہ دنوں تک مسلسل شائع نہ ہو سکا۔ ۱۹۸۲ء میں جانشینِ مفتیٔ اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری کے زیرِ اہتمام ایک معیاری ماہنامہ "سنّی دنیا" جاری ہوا۔ ماہنامہ سنّی دنیا اپنے تمام تر مضامین کے ساتھ ۱۲ سال تک برابر شائع ہوتا رہا اور اب مزید خوبیوں سے مزیّن ہر ماہ شائع ہو کر مقبولِ عام ہو رہا ہے، موجودہ زمانے میں سنی صحافت نے کافی ترقی کی، اور کئی ماہنامے ارضِ ہند پر جلوہ افروز ہوئے۔ جن میں سے کچھ بند ہو گئے اور کچھ جاری ہیں۔

ماہنامہ حجاز جدید دہلی (ایڈیٹر علامہ یٰسین اختر مصباحی)۔ ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور ماہنامہ استقامت کانپور، ماہنامہ نور مصطفےٰ پٹنہ، ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف، ماہنامہ یٰسین کانپور، ماہنامہ رضائے مصطفےٰ رچھا، ماہنامہ نور القمر پٹنہ، سہ ماہی احساسات مبارکپور، ماہنامہ الفکر الاسلامی (عربی) انوری مجاہد کلکتہ وغیرہ۔ حال ہی میں اخبار ہفت روزہ دی انڈین مسلم ٹائمز بمبئی

اور سوادِ اعظم کا نپور بھی جاری ہوا ہے ، اور جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی کے منتظم مولانا شاہ الحمید حسن ملباری کی زیر ادارت عربی رسالہ الثقافہ بہت دیدہ زیب انداز میں تسلسل شائع ہو رہا ہے ۔ مزید اور بھی رسائل ہیں جو چھپ رہے ہیں مگر وہ راقم کے علم میں نہیں ہیں ۔

اشاعتی کارنامے

حسنی پریس بریلی اور اسکی علمی خدمات

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ کی ہمہ گیر شخصیت، گوناں گوں خصوصیات کی حامل ہے۔ ان کے افکار و نظریات کی نشر و اشاعت، تعلیمات کا ارتقائی حصہ حسنی پریس بریلی کے بغیر نامکمل رہے گا۔ آج دنیا میں جامعات کی تحقیقی کاموں کی تیز رفتاری انکی تصانیف ہی پر منحصر ہے، اور ان میں بیشتر ایسے ادارے ہیں جن کے اپنے پریس ہیں ہمارا موجودہ مطبوعہ ذخیرۂ تصانیف مطبع اہلسنّت وجماعت اور حسنی پریس بریلی کا رہین منّت ہے، لہذا ہم ذیل میں پہلے بریلی میں پریس کے حوالے سے کچھ تاریخی حقائق پیش کر رہے ہیں تاکہ تفہیم میں آسانی ہو۔ مابعد حسنی پریس بریلی کا تعارف اور اس کی علمی خدمات کا جائزہ لیں گے۔

ہندستان میں مطبع کی آمد

ہندستان میں فن طباعت کا آغاز ۱۵۵۰ء/ ۹۵۷ھ میں پرتگالیوں کی بدولت ہوا۔ جنھوں نے جنوبی ہندستان میں پہلا مطبع قائم کیا تھا، اس کے بعد سری رام پور کے عیسائی مبلغوں نے عیسایت کی تبلیغ کے لئے جنوبی ہند میں کئی مقامات پر مطابع جاری کئے، اور اس علاقے کی زبانوں میں کتابیں طبع کیں، اور اس فن کو ترقی دی۔ ۱۷۷۲ء/ ۱۱۸۶ھ میں مدراس کے اندر بھی چھاپہ خانہ قائم ہو چکا تھا۔ کلکتہ میں ۱۷۷۹ء/ ۱۱۹۳ھ میں مطبع قائم ہوا۔ ۱۸۰۱ء/ ۱۲۱۶ھ میں ہندستانی پریس کے نام سے کلکتہ میں ایک مطبع قائم ہوا۔ جس میں فارسی اور اردو کی کتابیں چھپنے لگیں۔

لکھنؤ میں طباعت کا آغاز

لکھنؤ میں فن طباعت کا آغاز دہلی کے بعد ہوا۔ لکھنؤ میں پہلا مطبع نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ نے ۱۸۲۷ء/ ۱۲۴۳ھ میں اپنی تخت نشینی کے بعد قائم کیا تھا۔ یہ مطبع ایک انگریز مسٹر رسل کے ذریعہ جاری کرایا گیا تھا۔ جس کا سامان وہ اپنے ساتھ لایا تھا، اور کچھ لکھنؤ ہی میں تیار کیا تھا۔ یہ ٹائپ پریس تھا۔ اس کا نام سلطان المطابع تھا اس مطبع نے عربی اور فارسی کی ضخیم کتابیں طبع کیں، جن میں فارسی لغت، ہفت قلزم کی سات جلدیں، اور تاج اللغات عربی کی آٹھ سے زیادہ جلدیں شامل ہیں جن کو حسن طباعت اور صحت کے اعتبار سے بہت پسند کیا گیا۔ اس مطبع میں کتابوں کے علاوہ شاہی فرمان، اور دوسرے دفتری کاغذات بھی چھپتے تھے۔ سلطان المطابع کے بعد لکھنؤ میں لیتھو طریق طباعت کا سلسلہ شروع ہوا، اور متعدد مطابع کا قیام عمل میں آیا۔ جن میں کتابوں کے علاوہ اخبارات بھی طبع ہوتے تھے۔(۱)

بریلی کے مطابع

سرزمین بریلی کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ کئی صدیوں سے علم و دانش کی آماجگاہ رہا ہے۔ ہر دور میں ہنرمندوں اور فنکاروں کی بدولت اس کو نمایاں حیثیت رہی ہے جہاں تک فن طباعت کا تعلق ہے۔ تو اس کا آغاز بریلی میں کچھ تاخیر سے ہوا بریلی میں کس سنہ میں پہلا مطبع قائم ہوا اور کس نے قائم کیا؟ اس کا جواب خاصا مشکل ہے تاہم اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ مختصر سی مدّت میں اس فن کو اتنا دلکش و دیدہ زیب بنا دیا گیا تھا کہ اسے دوسرے ہم عصر مطابع پر فوقیت حاصل ہو گئی تھی۔ تاریخی ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل اقتباس سند کی حیثیت رکھتا ہے جس سے یہ اندازہ لگانا

---

(۱) امیر حسن نورانی، مضمون نگار: ماہنامہ نیا دور لکھنؤ ص ۳۳، جون ۱۹۹۴ ج ۹۴ ش ۲

کوئی مشکل نہیں کہ انیسویں صدی کے اواخر میں مطابع کا آغاز ہو چکا تھا ـــــــــ ڈاکٹر سیّد لطیف حسین ادیب بریلوی رقم طراز ہیں۔

بریلی میں انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں شعر و شاعری کے غیر معمولی فروغ کے ساتھ لٹریری سوسائٹی، اور مطابع قائم ہوتے اور اخبارات و گلدستوں کا اجرا ہوا۔ (۱)

بریلی کے اخبارات اور مطابع

بریلی سے جاری شدہ اخبارات و مطابع کی ایک اجمالی فہرست درج ذیل ہے:

۱ ـ عمدۃ الاخبار بریلی، اجراء ۱۸۴۶ء/ ۱۲۶۳ھ، مدیر لچھمن پرشاد
۲ ـ مخزن العلوم بریلی، اجراء ۱۸۶۵ء/ ۱۲۸۲ھ، مدیر گنگا پرشاد و لالہ لچھمن نرائن
۳ ـ روہیلکھنڈ گزٹ بریلی، اجراء ۱۸۹۰ء/ ۱۳۰۸ھ، مدیر مرزا اختر چغتائی
۴ ـ آریہ پتر بریلی، اجراء ۱۸۹۵ء/ ۱۳۱۳ھ، مدیر شوبرت لال ورمن
۵ ـ دبدبۂ قیصری بریلی، اجراء ۱۸۷۸ء/ ۱۲۹۵ھ، 〃 〃
۶ ـ زمانہ بریلی، اجراء فروری ۱۹۰۳ء/ ۱۳۲۱ھ، 〃 〃
۷ ـ روزانہ اخبار بریلی، اجراء ۱۹۱۷ء/ ۱۳۳۶ھ، کرم الٰہی کلیم
۸ ـ عرش بریلی، اختتام ۱۹۴۳ء/ ۱۳۶۲ھ، مدیر رئیس الدین رَتش بریلوی
۹ ـ العرش بریلی، اجراء ۱۹۴۳ء/ ۱۳۶۲ھ، اختر مرزا بسولوی
۱۰ ـ روہیلکھنڈ اخبار بریلی، اجراء ۱۸۷۰ء بین ۱۸۷۲ء، مدیر تیغ بہادر سنہا
۱۱ ـ ندرت بریلی، اجراء ۱۹۴۸ء/ ۱۳۶۷ھ، مدیر سیّد ابراہیم حسن رسا بریلوی
۱۲ ـ عرش پریس بڑا بازار بریلی

(۱) ماہنامہ معارف اعظم گڑھ: ص ۳۵۶ بابت نومبر ۱۹۹۳ء، ج ۱۵۲ ش ۵

۱۳ ـ بریلی الیکٹرک پریس بریلی۔
۱۴ ـ شاہی پریس نینی تال روڈ بریلی
۱۵ ـ مطبع روہیلکھنڈ سوسائٹی بریلی
۱۶ ـ مطبع روہیلکھنڈ گزٹ بریلی
۱۷ ـ رشید المطابع نینی تال روڈ بریلی
۱۸ ـ آریہ اناتھ آلہ پریس زیر کتب خانہ بریلی۔ (۱)
۱۹ ـ مطبع فاروقی بریلی
۲۰ ـ مطبع اہلسنّت و جماعت سوداگران بریلی۔
۲۱ ـ مطبع نادری بریلی
۲۲ ـ حسنی پریس سوداگران بریلی۔ (۲)
۲۳ ـ مطبع نظامی بریلی۔ (۳)
۲۴ ـ مطبع انصار پریس بریلی۔ (۴)
۲۵ ـ قادری پریس بریلی۔ (۵)
۲۶ ـ مطبع نامی پریس بریلی۔ (۶)

(۱) مندرجہ بالا معلومات ڈاکٹر سیّد لطیف حسین ادیب بریلوی کے گرانقدر مقالہ مطبوعہ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ بابت نومبر و دسمبر ۱۹۹۳ء سے ماخوذ ہے۔ مقالہ کا عنوان ہے "بریلی کے اہم اخبارات"
(۲) محمد شہاب الدین رضوی! سالنامہ یادگار رضا بمبئی ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، رضا اکیڈمی بمبئی
(۳) رضی حیدر، خواجہ: تذکرۂ محدّث سورتی ص ۳۶۷، م کراچی ۱۹۸۱ء
(۴) مرتضیٰ علی، سید: الکفر المتبیّن ص ۱، مملوکہ جناب مرتضیٰ علی رضوی بانس منڈی بریلی
(۵) فدا یار خاں بریلوی، منشی: عقد کشائے وسواس خناس ص ۱
(۶) ذکاء اللہ خاں، مولوی: مسلمان اور سائنس ص ۱، بنگلہ نمبر ۵۔۱ سول لائن بریلی

۲۷ ۔ مسلم پریس بریلی ۔ (۱)

ڈاکٹر محمد ایوب قادری نے اپنی کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی" میں مولانا احسن نانوتوی کے مطبع صدیقی کا تعارف کراتے وقت بریلی کے جن مطابع کا ذکر کیا اُن کے نام مندرجہ ذیل ہیں :

۲۸ ۔ مطبع مدرسہ بریلی (بریلی کالج بریلی) یہ گورنمنٹ مطبع تھا۔

۲۹ ۔ مطبع بہادری بریلی ۔ مالک وطابع مولوی قطب شاہ صدر شعبۂ فارسی بریلی اس مطبع میں، ۱۸۵۷ء کے ایام میں انگریزوں کے خلاف اشتہار اور پمفلیٹ شائع ہوئے تھے۔ انگریزوں نے بریلی پر قبضہ کرنے کے بعد مولوی قطب شاہ کو پھانسی کی سزا دی تھی، لیکن اپیل کے بعد ان کو جزائر انڈمان بھیج دیا گیا تھا۔

۳۰ ۔ مطبع صدیقی بریلی، مالک مولانا احسن نانوتوی، تاریخ قیام ستمبر ۱۸۶۲ء خواجہ قطب بریلی ۔ (۲)

مذکورۃ الصدر مطابع نے اپنے اپنے عہد میں علم و ادب کی بیش بہا خدمات انجام دیں ۔ بعض پریس صرف مذہبی یا مسلکی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے لئے قائم ہوئے تھے۔ جن کے منفی پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

حسنی پریس کا قیام

موضوع سخن سے ہٹ کر تمہید کافی طویل ہو گئی جس کا راقم السطور کو احساس ہے۔ مگر اہل دانش کی معلومات میں مزید اضافہ کا باعث ہو گئی۔ اب آپ کی خدمت میں حسنی پریس کا تفصیلی تعارف پیش کیا جا رہا ہے، جس کی خدمات ہنوز پردۂ خفا میں تھیں ــــــــــ مگر تاریخی حقائق و ثبوت کو زمانہ کی گرد نہ چھپا سکی اور وہ گوہر نایاب کی طرح نمودار ہوتے ــــــ یہ پریس مولانا حسنین

(۱) عظمت اللہ حمیدی بدایوانی : اللہ محمد ص ۱، بدایوں

(۱) محمد ایوب قادری، ڈاکٹر : مولانا احسن نانوتوی ص ۶۷، م کراچی ۱۹۶۶ء

رضا خاں بریلوی نے محلہ سوداگراں بریلی میں ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۱ء میں قائم کیا تھا۔

وجہ قیام حسنی پریس اور جائے وقوع

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے بھتیجے، داماد اور خلیفہ و تلمیذ مولانا حسنین رضا خاں بریلوی نے آپکی سرپرستی میں ایک ماہنامہ بنام الرضا کا اجراء کیا۔ جو خالص مذہبی پرچہ تھا۔ اس کو سیاست سے کوئی تعلق نہ تھا۔ خالص علمی، مذہبی اور دینی و فقہی مضامین پر مشتمل ہوتا تھا۔

کوئی بھی مذہبی پرچہ نکالنا نہایت مشکل مرحلہ ہے۔ اس میں ہر مرحلے پر مشکلات و پریشانیوں کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ ــــــــ ماہنامہ الرضا بریلی جیسے تیسے جب دس ماہ پورے کر چکا تو مولانا حسنین رضا بریلوی جو ایڈیٹر تھے اُن کے سامنے کتابت و طباعت اور کاغذ کی گرانی درپیش ہوئی، تو دوسری طرف پریس والوں کی وعدہ خلافی اور لاپرواہی سے پابندی اشاعت میں رکاوٹ واقع ہوئی جس کی وجہ سے مولانا کچھ کبیدہ خاطر ہوتے مگر انھوں نے اولوالعزمی اور ہمت سے کام لیتے ہوئے ماہنامہ جاری رکھا، اور ساتھ ہی ساتھ حکومت ہند سے ایک پریس قائم کرنے کی اجازت کے لئے درخواست منظور ہو گئی پھر مولانا نے اپنے والد ماجد استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے نام سے حسنی پریس قائم کیا۔ مابعد اسی پریس کی زیر نگرانی ماہنامہ الرضا بھی شائع ہونے لگا ــــ خود مولانا رقم طراز ہیں :

"کتابت کی جن دشواریوں سے مجھے سابقہ پڑا ہے، اس کا لطف کچھ میں جانتا ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ اسی کام میں پریسوں کی مصروفیت سونے پر سہاگا تھی۔ ــــــــ ان وجوہ نے مجھے اس پر مجبور کر دیا، کہ پرچہ کی غرض سے ایک پریس کی اپنے نام سے اجازت لوں۔ بنا بریں میں نے خدا کا نام لے کر ایک درخواست دیدی، اور کچھ دوڑ دھوپ کے بعد

اس کی بھی اجازت مل گئی ــــــ میں بہت پہلے سے جانتا تھا کہ پریس کا کام ایک بڑی درد سری ہے۔ مگر میں نے پرچے کی ضرورتوں کے لحاظ سے اسے بھی برداشت کرلیا (۱)

خوشخبری

مولانا حسنین رضا بریلوی نے اپنے قارئین الرضا کو حکومت ہند سے اجازت مل جانے پر خوشخبری دیتے ہوئے تحریر کیا تھا:

مطبع حسنی محض الرضا کی طباعت کی غرض سے قائم کرلیا گیا ــــ اب پرچہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مجوزہ وقت پر حاضر ہوا کرے گا۔ اس وقت جس قدر خلاف وقت اشاعت ہوئی ــــــ وہ محض انہیں دشواریوں کے سبب سے تھی ــ (۲)

وہ حضرات جو خود ایڈیٹر ہیں مولانا حسنین رضا خاں صاحب کی پریشانیوں کا تصور کرسکتے ہیں

حسنی پریس کی خدمات

مولانا حسنین رضا بریلوی، امام احمد رضا بریلوی کے معین اور دست راست تھے امام کی جملہ کتابوں کی طباعت وکتابت اور پوسٹر وپمفلیٹ کی طباعت وکتابت کی ذمہ داری آپ ہی کے سر تھی، کبھی کبھی ایسا وقت ہوتا کہ امام احمد رضا بریلوی کو کسی کتاب کی طباعت میں بہت جلدی ہوتی، تو اس کی تمام خدمات خود ہی انجام دیا کرتے تھے ــــــ مولانا کے فرزند اصغر مولانا حبیب رضا خاں نوری کے الفاظ میں:

(۱) حسنین رضا بریلوی، مولانا: ماہنامہ الرضا بریلی ص ۱۸، بابت ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ ۱۹۱۹ء

(۲) ماہنامہ الرضا بریلی: ص ۸، بابت شوال المکرم ۱۳۳۸ھ، ج ۱، ش ۱۰

میرے والد صاحب یہ فرمایا کرتے تھے اگر کسی رسالہ کی طباعت کی اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کو عجلت ہوتی، اور کاتب وقت پر دستیاب نہ ہوتا، تو اس کی کتابت میں خود کرتا اور اس کام میں مفتی اعظم صاحب میری مدد کرتے تھے ــــــ حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ کے بھی اردو وعربی کے دونوں خط اچھے تھے ـ (۱)

موجودہ عہد میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی تصانیف پر سیکڑوں تعارفی مقالات لکھے گئے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو یہ فیض حسنی پریس کا ہے کیوں کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا کی یہ تمام تصانیف اسی حسنی پریس کی شائع کردہ ہیں دنیائے اہلسنت حسنی پریس بریلی کے اس احسانِ عظیم کی ممنون ومتشکر ہے۔ دراصل حسنی پریس بریلی کی گراں قدر خدمات کو نمونہ بنا کر اعلیٰ حضرت کی غیر مطبوعہ تصانیف کو بھی شائع کرنے کا انصرام کیا جاسکتا ہے، جس کے لئے مولانا حسنین رضا خاں صاحب کی لگن اور خلوص کی ضرورت ہے

حسنی پریس کا قیام خاص طور ماہنامہ الرضا اور تصانیف امام احمد رضا بریلوی کی اشاعت کے لئے تھا ــــــ مولانا خود ناظم ومہتمم تھے۔ حسنی پریس کے ذریعہ کتنی کتابیں شائع ہوئیں اس کا حتمی اندازہ مشکل ہے۔ تاہم اس سلسلے میں مولانا کے چھوٹے فرزند مولانا حبیب رضا خاں نوری کا بیان قابل توجہ ہے ــــ فرماتے ہیں۔

والد صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حسنی پریس نے تقریباً دو سو پچاس (۲۵۰) سے زائد اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی تصانیف شائع کیں ــــ اس وقت جس رسالہ کی ضرورت ہوتی، اعلیٰحضرت طباعت کے لئے بھجوا دیتے اس کی تمام تر ذمہ داریاں میرے سپرد تھیں ـ (۲)

(۱) بروایت مولانا حبیب رضا خاں ابن مولانا حسنین رضا خاںؒ صاحب کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی

(۲) 〃 〃 〃 〃 〃

حسنی پریس بریلی کا اشتہار

حسنی پریس واقع محلہ سوداگران بریلی کی طباعتی نفاست اپنی مثال آپ تھی۔ کئی مطبوعہ کتب راقم السطور کے کتب خانہ میں موجود ہیں، ان کتابوں کی خوبصورت کتابت، حسن صحت اور بہترین طباعت سے یہ گمان ہوتا ہے کہ آج کمپیوٹر کے دور میں جو خوبصورتی پائی جاتی ہے، وہ ۷۵ سال قبل حسنی پریس بریلی نے اپنی مساعی جمیلہ سے قائم کردی تھی مزید برآں ہر چیز کا ایک اصول ہوتا ہے۔ یعنی جب تک کسی کام کی تشہیر نہیں ہوتی، اس وقت تک اسکی طرف لوگوں کی توجہ نہیں ہو پاتی ہے۔ اس لئے اشتہارات اور اعلانات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں راقم کے پیش نظر ایک اشتہار ہے، جس کو مولانا حسنین رضا خاں بریلوی نے شائع کیا تھا۔ اس کا عنوان ہے "حسنی پریس بریلی" اس اشتہار سے بھی حسنی پریس بریلی کے معیار طباعت پر روشنی پڑتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

اس پریس میں لکھائی چھپائی کا نہایت اعلیٰ انتظام کیا گیا ہے۔ یہ دعویٰ سے کہا جا سکتا ہے کہ لکھائی چھپائی میں یہاں کے تمام پریسوں سے اس کا قدم آگے ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے وعدے کی پابندی سب سے زیادہ ضروری سمجھی جاتی ہے۔ اور عموماً نرخ بھی سب سے ارزاں رہتا ہے۔ اردو، فارسی، عربی کا اعلیٰ قسم کا کام آپ کو طبع کرانا ہو تو ہم آپ سے ضرور عرض کریں گے، کہ ایک مرتبہ ہمارے پریس کا بھی امتحان فرمائیے۔ (۱)

المشتہر — محمد حسنین رضا خاں مالک و منیجر حسنی پریس محلہ سوداگران بریلی

یہ اعلان اپنی سرخی کے علاوہ آٹھ سطری ہے، اور سائز متوسط یعنی ۲۲ – ۱۸ سائز کا اشتہار ہے۔ فن طباعت و کتابت کی خوبیوں کی وجہ سے مرجع بنتا جا رہا تھا اور اس میں

---

(۱) یہ اشتہار راقم السطور کے پاس فوٹو اسٹیٹ کی شکل میں محفوظ ہے۔ رضوی غفرلہٗ

ایک خاص بات یہ تھی کہ معاملات نہایت صاف ستھرے ہوتے تھے ——— مولانا حسنین رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

حسنی پریس اپنی لکھائی چھپائی، اور معاملہ کی صفائی، نرخ کی ارزانی وقت کی پابندی کے اعتبار سے کافی شہرت حاصل کر چکا ہے ——— اس کا نظم و نسق چونکہ علم دوست ہاتھوں میں ہے اس لئے صحت کا جو بندوبست یہاں ہو سکتا ہے۔ وہ دوسری جگہ شاید میسر نہ آتے، یہی وجہ ہے کہ لوگ دور دور سے لکھنؤ، آگرہ، دہلی، کانپور کے بجائے حسنی پریس کو کام بھیج رہے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ بھی ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیے۔ (۱)

امام احمد رضا بریلوی کے والد ماجد مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ تصنیف جواہر البیان حسنی پریس کے اہتمام سے شائع ہوئی، جس کا اعلان اور ۵۰ صفحات کی فہرست بشکل پوسٹر شائع کی گئی اور شائع کنندہ میں مولانا محمد رضا خاں بریلوی کا نام درج ہے۔ اسی پوسٹر کی پشت پر حسنی پریس کی تازہ مطبوعات کی فہرست بھی درج ہے یہ اشتہار ۲۸ سطری ہے۔ نیچے "فقیر حسنین رضا خاں منیجر دفتر حسنی پریس محلہ سوداگران بریلی" مندرج ہے۔ اسی طرح متعدد پوسٹر وغیرہ نظر سے گذرے جو اپنی افادیت رکھتے ہیں

حسنی پریس کا تجارتی کتب خانہ

کوئی بھی کام جب تجارتی نقطۂ نظر سے کیا جاتا ہے تو اس کی کامیابی کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ حسنی پریس ایک طباعتی و اشاعتی ادارہ تو تھا ہی اس کا اپنا ایک تجارتی کتب خانہ بھی تھا، جس کے ذریعہ ملک و بیرون ملک کتابوں کی سپلائی ہوا کرتی تھی،

---

(۱) حسنین رضا خاں بریلوی، مولانا: فہرست کتب خانہ تجارتی ص ۲

تجارتی کتب خانہ کے اصول وضوابط کے متعلق مولانا حسنین رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ رقم طراز ہیں:

> اکابر علماء اہلسنّت خصوصاً اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی تصانیف اعلیٰ پیمانہ پر چھپ کر یہیں سے نکلتی ہیں، تاجر صاحبان سے نہایت نرم معاملہ کیا جاتا ہے۔ جن تاجروں کو اپنا دین ودنیا کا فائدہ مدنظر ہو، وہ بہت جلد ہم سے لین دین کھول دیں۔ ہم بخندہ پیشانی ان کا استقبال کرینگے باوجود ہمارا کام بالکل نیا ہے، ہم ان حضرات کے تشکر گذار ہیں. جنھوں نے بڑے پیمانہ پر ہم سے لین دین شروع کر دیا ہے۔ (۱)

وہ اصحاب کون تھے، جنھوں نے حسنی پریس کی کتابوں کی خریداری میں اہم رول ادا کیا؟ ــــــ فہرست حسنی پریس کے تجارتی کتب خانہ سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ مندرجہ ذیل حضرات نے تعاون کیا تھا۔

۱ــــ مولانا قاری غلام محی الدین خاں مدرس مدرسہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ

۲ــــ مولوی محمد میاں بن صالح میاں مٹاوی کی مسجد دھوراجی گجرات

۳ــــ مولانا ابوالبرکات سیّد احمد قادری، ناظم انجمن حزب الاحناف لاہور

۴ــــ سیّد حبیب احمد، انصار تاجران کتب بازار چوک آلہ آباد

تجاراتی کتب خانہ کے ذخیرے میں سیکڑوں کتابیں تھیں۔ ممکن ہے قلمی مسودات بھی ہوں جو بغرض اشاعت دیئے گئے ہوں ــــــ راقم السطور کے پیش نظر فہرست یکم جنوری ۱۹۲۷ء/ ۱۳۴۶ھ ہے، اس سے قبل وبعد کی فہرستیں باوجود کوشش بسیار حاصل نہ ہوسکی۔

(۱) حسنین رضا بریلوی، مولانا: فہرست خانہ تجارتی ص ۱۲ (۱۹۲۷ء)

اشاعت کتب امام احمد رضا

مولانا حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے قلبی لگاؤ تھا۔ اسی وجہ سے وہ ہمہ وقت آپکی تصانیف کی اشاعت میں سرگرداں رہتے۔ تعداد اشاعت کتب کی قدرے تفصیل گذشتہ اوراق میں پیش کر دی گئی ہے۔ حسنی پریس بریلی کا تمام رکارڈ مولانا کے صاحبزادگان سے محفوظ نہ رہ سکا۔

شاعری

شعر و شاعری اور چند منتخب نعت و منقبت

مولانا حسنین رضا خاں بریلوی شعر و ادب کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ مولانا حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی اور امام احمد رضا بریلوی سے اصلاحات لیں۔ نعت گوئی مشکل ترین اصناف سخن اور انتہائی دشوار گزار میدان ہے۔ جہاں بڑے بڑے شعراء ٹھوکریں کھاتے دیکھے جا سکتے ہیں۔ بقول امام احمد رضا فاضل بریلوی: اس میں تلوار کی دھار پر چلنا پڑتا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے، اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ اللہ کی حمد آسان ہے، اس میں راستہ صاف ہے (۱)

مولانا کے سوز و درد اور جذب و اثر نے الفاظ کو گویا زبان دے دی ہے۔ کلام میں نازک خیالی ہی نہیں بلکہ ایسے ایسے مضامین کو آپ نے قلم بند فرمایا ہے جس سے اردوئے معلیٰ کا دامن خالی تھا، سادگی بے ساختگی، اور سلاست و روانی آپکے کلام کی خصوصیات ہیں الفاظ کے برمحل استعمال پر آپ کو مکمل قدرت حاصل تھی، تشبیہات و استعارات و صنائع و ضرب الامثال کا بے تکلف اور مناسب انداز میں استعمال ہے۔ آپ کا کلام تصنع و شعری عیوب سے پاک ہے۔ آپ نظم میں مشکل پسندی کے ہرگز قائل نہ تھے، سہل پسندی کو ترجیح دی ہے۔ اسی لئے اشعار بہت آسان زبان میں اور برمحل ہیں۔ میدان ادب و کلام میں حسنینؔ تخلص اختیار فرمایا۔ ـــــ یہاں پر چند اشعار نعت و منقبت اور متفرقات سے نمونہ کے طور پر پیش کر دیئے گئے ہیں۔ درج ذیل نظموں کو راقم نے آپکی قلمی ڈائریوں سے نقل کیا ہے

---

(۱) مصطفےٰ رضا بریلوی، مفتیٔ اعظم: الملفوظ ج ۲، ص ۱۴۵، قادری کتاب گھر بریلی

ایک غلطی کی تصحیح

قاری امانت رسول نوری پیلی بھیتی نے اپنی کتاب تجلیات امام احمد رضا میں مولانا حسنین رضا خاں بریلوی کی طرف منسوب ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ کہ امام احمد رضا فاضلِ بریلوی کی نعت شریف کا یہ مقطع :

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہیں سکّے بٹھا دیئے ہیں

مشہور شاعر داغ دہلوی کا ہے (۱) ______ مرقوم شدہ واقعہ اور داغ دہلوی کا تاثر کسی حوالے سے درج نہیں کیا گیا ہے۔ ماہرین رضویات اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں کہ :

(۱) فاضلِ بریلوی نے فن شعر و شاعری میں کسی سے اصلاح نہیں لی، یہ فن خدا داد تھا۔

(۲) تحدیث نعمت کے طور پر فاضلِ بریلوی نے یہ مقطع فرمایا، جو حق بجانب ہے۔

(۳) مولانا حسنین رضا خاں نے اس اہم واقعہ کا نہ ذکر سیرتِ اعلیٰ حضرت میں کیا، اور نہ ہی کوئی سراغ انکی قلمی ڈائریوں میں ملتا ہے، جو راقم السطور کے پیش نظر ہیں (۲)

(۴) جس عہد کی بات ہے اس زمانہ میں داغ دہلوی، رام پور مقیم تھے۔ مولانا حسن بریلوی نے دہلی میں اصلاح نہیں لی بلکہ رام پور میں اصلاح کے لئے جاتے تھے (۳)

---

(۱) امانت رسول پیلی بھیتی، قاری : تجلیات امام احمد رضا، ص ۹۰، ۹۱، مکتبۃ المصطفےٰ بریلی، ۱۹۸۰ء

(۲) مملوکہ حضرت مولانا تحسین رضا خاں محدث جامعہ نوریہ کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی

(۳) لطیف حسین ادیب، سیّد ڈاکٹر : چند نعت گویان بریلی مطبوعہ لکھنؤ

نعت شریف

تیری نعلِ مقدس جس کے سر پر سایہ گستر ہے
وہی فرماں روائے ہفت کشور ہے سکندر ہے

خدا ہی جانے اُن کے سر کی عزت اور عظمت کو
قدم انکے جہاں پہنچے وہ عرش رب اکبر ہے

ترے الطافِ بے پایاں تری چشمِ کرم مولا
ہمیں پر ہے، ہمیں پر ہے ہمیں پر ہے، ہمیں پر ہے

ہمارے پاس تھا ہی کیا جسے قربان کر دیتے
بس اک ٹوٹا ہوا دل ہے جو قدموں کی نچھاور ہے

یہ مہر و ماہ بھی تو منتظر ہیں اک اشارہ کے
زمین پر آپ رہتے ہیں حکومت آسماں پر ہے

پلٹنے والے کیا پلٹے مقدر کا پلٹنا تھا
نہ یاں وہ سبز گنبد ہے، نہ یاں اللہ کا گھر ہے

غضب ہی کر دیا حسنین طیبہ سے پلٹ آئے
وہ جیتے جی کی جنت ہے وہ جنت سے بھی بڑھکر ہے

نعت شریف

اب دل کو ستاتی ہے یاد مئے و میخانہ
پیتے تھے کبھی ہم بھی پیمانہ پہ پیمانہ

کیا طور پہ رکھا تھا، کیا وادئ ایمن میں
موسیٰ تھے ترے جویا اے جلوۂ جانانہ

اب کون تڑپتا ہے، جاں کسکی نکلتی ہے
اور کس کو ستاتی ہے یاد رخ جانانہ

مے دے تو کسے ساقی میکش جو نہیں باقی
ہے قصّہ پارینہ لطفِ شب میخانہ

دل نور سے تو بھر جا آنکھوں کو روشن کر جا
للّٰہ نظر آجا، اے جلوۂ جانانہ

پروانہ کی جانوں کی پرانوں کو شرمایا
جب تیرا نبی لایا توحید کا پروانہ

زاہد تیری جنت کو ہم لیکے کریں گے کیا
فردوس سے بہتر ہے سنگِ درِ جانانہ

اس سوز سے دل بھر دے وہ ساز عطا کر دے
دنیا کو مزا آئے سنکر میرا افسانہ

جو گُل نہ کبھی ہوگی جو گل نہ کبھی ہوگی
اس شمع حقیقت کا اے شاد ہوں پروانہ

سہرا

مست مخمور ہے ہر ایک لڑی سہرے کی
چشم نوشاہ سے کی آنکھ لڑی سہرے کی

بارہا شام اودھ صبح بنارس دیکھی
اڑ گئے ہوش جو دیکھی ہے گھڑی سہرے کی

حسن کا ایک مرقع تو یہیں تھا سہرا
رخ نوشاہ سے تو اور شان بڑھی سہرے کی

پدر و مادر و خواہر و برادر سب کو
میرے اللہ مبارک ہو گھڑی سہرے کی (1)

(1) حسب فرمائش حکیم عبداللطیف بریلوی، بسلسلہ شادی احمد سعید میاں، ۱۲ر نومبر ۱۹۵۸ء

سہرا

ہو مبارک تجھے قمر سہرا
شادمانی کا تیرے سر سہرا

تو ہے بالا ترا نسب بالا
کامرانی کا تیرے سر سہرا

تھی شب تار جگمگا اٹھی
باندھ کر نکلا جب قمر سہرا

چاند تاروں کا لطف آ ہی گیا
جس نے دیکھا قمر کے سر سہرا

تیری ہمشیر و مادر و تائی
ہو مبارک یہ سر بسر سہرا

آج خورشید بھی تو تاباں ہے
دیکھ پایا قمر کے سر سہرا

تو شوئی یا برادر و پدرت
تہنیت بادشاد بر سہرا"

برباد کربلا میں ہوا یوں جہان دل

بڑھتی رہی ہے تیری محبت سے شان دل
آباد ہے تجھی سے میری جان جہان دل

جب دل ہو جلوہ گاہِ تجلّی طور کا
عرش بریں سے کم نہ ہو واللہ شان دل

گھر بار کربلا میں لٹاتے ہی بن پڑی
چاہا گیا حسین سے جب امتحان دل

رنج فراق و آرزو وصل و شوق دید
پھیلا ہوا دل کی فضا میں جہان دل

دل تھامے دیکھتے رہے غارت گری حسین
نظروں کے سامنے ہی لٹا کاروان دل

بھائی کٹے، بھتیجے کٹے، لخت دل کٹے
برباد کربلا میں ہوا یوں جہان دل

ٹکڑے تو دل کے خاک میں کوفہ کی مل گئے
پہلو میں ڈھونڈتے ہو کہاں ہے نشان دل

بار الٰہ کیسی یہ دنیا بدل گئی
سنتا نہیں ہے کوئی بھی اب تو فغان دل

(1) سہرا بہ تہنیت شادی قمرالدین خاں ولد ظہور خاں بہادر شیر پور

منقبت در شانِ اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی

مدد کا وقت ہے اے حضرت احمد رضا اٹھو ۔۔۔ غریبوں کو سہارا دو مریضوں کی دوا اٹھو
سراسیمہ ہے اب سارے جہاں میں لشکرِ ملت ۔۔۔ کمان تم ہاتھ میں لیلو بڑھا دو حوصلہ اٹھو
رسولِ پاک کی عزت پہ تم تو ہو لئے قرباں ۔۔۔ ہمیں قربان ہو جانا سکھا دو اے رضا اٹھو
قیامت ہم پہ ہوگی تم اگر بھولے قیامت میں ۔۔۔ ہماری بھی خبر رکھنا جو تم روزِ جزا اٹھو
تمہارے دیکھنے کو دل تڑپتا ہے قیامت ہے ۔۔۔ جھلک اپنی دیکھا دو پرتوِ شیرِ خدا اٹھو
تمہارے در پہ آئے ہیں بھکاری بھیک لینے کو ۔۔۔ تم انکی جھولیاں بھر دو بھلا کر دو رضا اٹھو
فزوں حد سے ہوئی ہے تشنگی ہم تشنہ کاموں کی ۔۔۔ برس جاؤ، برس جاؤ تم اے ابرِ سخا اٹھو
مٹا جاتا ہے دین اپنا کوئی حامی نہیں اس کا ۔۔۔ وہیں بیٹھے ہوئے اسکی مدد فرماؤ یا اٹھو
قیامت ہوگی جب ہوگی زمانہ اب یہ کہتا ہے ۔۔۔ کفن سرکاؤ، باہر آؤ، محشر ہے بپا اٹھو
ہماری بے خودی نے یا خودی نے کھو دیا ہمکو ۔۔۔ نظر انداز کر دو اس کو تم بہرِ خدا اٹھو
ہماری بد نصیبی تھی کہ تم ہی اُٹھ گئے سر سے ۔۔۔ ہمیں سائے میں اب لیلو تم اے ظلِ ہما اٹھو
بھنور میں آگئی کشتی ہم اب تھوڑے ہی مہماں ہیں ۔۔۔ خدارا ڈوبتوں کو اب ناخدا اٹھو
تمہاری لاج رکھ لیں گے قیامت میں یہ وہ شے ہیں ۔۔۔ عقیدے پر جیوں انکے لئے نام خدا اٹھو

کوئی دم میں اب آتی ہے صدا یہ قبر انور سے
اِدھر آؤ، بڑھو، حسنینؔ لو اپنا صلہ اٹھو

لطف نماز

اللہ کو پسند ہے عادت نماز کی ۔۔۔ مجبوب ہے نبی کو جماعت نماز کی
لشکر ہو تم خدا کا جماعت میں آملو ۔۔۔ فوجی سلام ہے یہ جماعت نماز کی
ہے انبیاء میں ختم رسل کا جو مرتبہ ۔۔۔ ویسی عبادتوں میں عبادت نماز کی
چمکیں گے دست و پائے مصلی بروز حشر ۔۔۔ کھل جائیگی سبھی پہ کرامت نماز کی
سجدے میں تھے حسین کہ سر کر لیا جدا ۔۔۔ دیگی زمیں سجدہ شہادت نماز کی
محشر میں سب سے پہلے جسے پوچھیگا خدا ۔۔۔ وہ ہے عبادتوں میں عبادت نماز کی

سبطینؔ انبیاء و رسل جس قدر ہوئے(۱)
کرتے رہے ہیں سب ہی ہدایت نماز کی

اسلام کی نشانی ہے الفت نماز کی ۔۔۔ کافر کے دل میں رہتی ہے نفرت نماز کی
افسوس تو یہی ہے کہ دنیا بدل گئی ۔۔۔ کس کو بتائیں کیا ہے حقیقت نماز کی
نرغے میں دشمنوں کے نہ چھوڑی حسین نے ۔۔۔ کچھ وہ ہی جانتے تھے حقیقت نماز کی
وقت ذبح حسین نے ہونے نہ دی قضا ۔۔۔ تکبیر ذبح ہوگئی نیت نماز کی
ٹھنڈک دل و دماغ کی مضمر وضو میں تھی ۔۔۔ تسکین قلب ہوگئی نیت نماز کی
جیسے خزاں میں جھڑتے ہوں پتے درخت کے ۔۔۔ جھڑتے ہیں یوں گناہ بدولت نماز کی

تحسیںؔ پڑھو نماز تو ہو جاؤ گے نہال(۲)
جد دم ملے گی حشر میں اجرت نماز کی

---

(۱) سبطینؔ سے مراد بڑے فرزند امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ،
(۲) تحسینؔ سے مراد منجھلے فرزند محدث بریلی حضرت علامہ تحسین رضا خاں مدظلہ۔

واللہ پھر اذان سے سارا جہاں گونجے

قلب ودماغ مسلم وقف نیاز ہوجا — اے عمر رفتنی تو صرف نماز ہوجا
انوار قدس کو دیکھیں گی تیری آنکھیں — دل سے نماز پڑھ لے محو نماز ہوجا
یاد خدا میں تجھ کو آنے لگے جو لذّت — اِن فانی لذتوں سے تو بے نیاز ہوجا
راز و نیاز قدرت ہے یہ نماز تیری — ناداں نماز پڑھ لے دانائے راز ہوجا
دنیا ہو محو حیرت وہ کارنامے کردے — مخلوق کی نظر میں خالق کا راز ہوجا
توحید کا سبق دے آشنائے وحدت — مسلم تو پھر بریدِ شاہ حجاز ہوجا
محمود کی وہ شوکت تیرا ہی حق ہے لیکن — یہ شرط ہے کہ پیارے پہلے ایاز ہوجا
گرما دیا تھا جس نے وہ سوز پھر تو گادے — کھینچا دلوں کو جس نے پھر وہ ہی ساز ہوجا
واللہ پھر اذاں سے سارا جہان گونجے — اک بار پھر جہاں میں بندہ نواز ہوجا

الفت کی ٹھیس پیدا اے شاد دل میں کرلے
پائے گا تو حقیقت محو مجاز ہوجا

قطعہ

تھا حسن و جمال اُن کا مستور حجابوں میں
دنیا نے نہیں دیکھی تنویر محمّد کی
منظور خدا کو تھی محبوب کی بے مثلی
پھر کیسے اُتر آتی تصویر محمّد کی

مسلمانوں سے خطاب

للہ جاگ مسلم دنیا کو پھر جگادے — انوار قدس سے تو گیتی کو جگمگادے
توحید کے وہ نغمے دنیا کو پھر سنادے — گرما دیا تھا جس نے وہ پھر تو گادے
کھینچا دلوں کو جس نے پھر وہ ہی ساز ہوجا

اے ماحی خطایا اے شافع برایا — نور خدا کو تو ہی دنیا میں لیکے آیا
تھا جس کی روشنی نے دنیا کو جگمگایا — ہے پھر وہی اندھیرا دنیا پہ تیری چھایا
اک بار پھر جہاں میں بندہ نواز ہوجا

تو نے بلندیوں سے دی ہے صدائے وحدت — آنکھیں بتا رہی ہیں دل میں ہے جا وحدت
تو ہے فدائے وحدت تو ہے فدائے وحدت — توحید کا سبق دے اے آشنائے وحدت
مسلم تو پھر بریدِ شاہِ حجاز ہوجا

دنیا کی فضاؤں میں تیری اذان گونجے
آمد سے تیری پیارے کون ومکان گونجے
ساری زمین گونجے ہفت آسمان گونجے
چین و عرب بھی گونجے اور ہندستان گونجے

فطرت نکال لے گی خود ہی کوئی نتیجہ
دل نذر نیاز کردے خود بے نیاز ہوجا

حیاتِ مسلم

عرش کو عرش کیا کس نے تجلی نے تری دل مرا عرش ہو گر جلوہ نما تو ہو جائے
فرش پہ رہ کے مزے عرش کے ہم بھی پائیں دل میں اک بار جو اے جانِ جہاں تو ہو جائے
تو نے اے نفس مجھے دونوں جہاں سے کھویا میں نہ زندوں میں پڑوں جبکہ فنا تو ہو جائے
تیری ہی چشمِ کرم پر ہے حیاتِ مسلم پھر کہاں ٹھیک لگے جب کہ خفا تو ہو جائے

قطعات

میں وہ ہوں جس کا زمانے میں کوئی یار نہیں بتاؤ دوستو کس کا میں غمگسار نہیں
شریک زندگی جس کو بنایا مالک نے مرے نصیب کہ وہ بھی غمگسار نہیں

رخصت سے تھا تری ہراس ایسے گئے تھے کچھ حواس
اتنا بھی ہم نہ کہہ سکے اپنا پتا بتائے جا
منزلِ ذوقِ روح کی تجھ کو اگر تلاش ہے
اُن کی بتائی راہ پر اپنا قدم بڑھائے جا
ساقی کا جب کہ دور تھا مستوں میں یہ شور تھا
جام ہمیں پلائے جا، جام ہمیں پلائے جا
کٹتی نہیں شبِ فراق جینا ہوا ہے اب تو شاق
رہبری تیرا کام ہے راہ ہمیں بتائے جا

دشمن

تاریک کر لیا ہے ہم نے تو حال اپنا مستقبل اب ہمارا تو تابناک کر دے
اتوہین کو جو سمجھیں توحید کا تتمہ اِن دشمنانِ دین کو مولیٰ ہلاک کر دے

دعاء

پاک کرنے والے ہم کو بھی پاک کر دے اعضا ہمارے روزِ محشر تو تابناک کر دے
غفلت کے گہرے پردے دل پر جو پڑ گئے ہیں یہ پردہائے غفلت لِلّٰہ پاک کر دے

چند تلامذہ

چند مشہور تلامذہ کا ذکر

استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خاں بریلوی نے ایک عرصہ تک مدرسہ منظرِ اسلام بریلی میں پڑھایا، اس دوران آپ سے استفادہ حاصل کرنے والے طلبہ میں نامور شخصیتیں تھیں۔ جو اپنے اپنے عہد میں محتاج تعارف نہیں، تاہم ان چند مشہور تلامذہ کا تذکرہ کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں۔ درج ذیل نام قابل ذکر ہیں:

(۱)۔ مولانا مفتی اعجاز ولی خاںؒ رضوی بریلوی، مزار میانی صاحب لاہور
(۲)۔ مولانا مفتی تقدس علی خاںؒ بریلوی، استاذ پیر آف پاگارہ شریف، سندھ
(۳)۔ شیر بیشہ اہلسنّت مولانا حشمت علی خاںؒ پیلی بھیتی
(۴)۔ مولانا غلام جیلانی اعظمی برادر زادہ صدر الشریعہ مولانا امجد علی رضوی اعظمی
(۵)۔ محسنِ ملّت مولانا حامد علی فاروقی رائے پوری
(۶)۔ مولانا مفتی ابرار حسن حامدی، تلہری ایڈیٹر ماہنامہ یادگار رضا بریلی
(۷)۔ مولانا ادریس رضا خاںؒ عرف لالہ میاںؒ خواجہ قطب بریلی۔

مفتی اعجاز ولی خاںؒ بریلوی

مولانا مفتی اعجاز ولی خاں بن مولانا سردار ولی خاںؒ (۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء) بن مولانا ہادی علی خاںؒ بن مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی ۱۱ر ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ ۲۰ر مارچ ۱۹۱۴ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی سے قرآن شریف شروع کیا اور تکمیل حافظ عبد الکریم قادری بریلوی سے کی درسیات کی تکمیل مفتیٔ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا نوری، مولانا سردار علی خاں مولانا حسنین رضا خاںؒ، مفتی تقدس علی خاںؒ اور مولانا مختار احمد سلطان پوری سے کی

سندِ حدیث صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، حجۃُ الاسلام مولانا حامد رضا خاں اور مفتئ اعظم مولانا شاہ مصطفٰے رضا نوری سے ۱۳۵۲ھ/۱۹۲۹ء میں حاصل فرمائی
آپ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے شرف بیعت اور مفتئ اعظم سے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت و خلافت حاصل تھی۔

مفتی اعجاز ولی خاں نے تحصیل علوم و فنون کے بعد این، جی ہائی اسکول بریلی سے تدریس کا آغاز کیا، پھر مدرسہ منظر اسلام، مظہر اسلام بریلی، مدرسہ منہاج العلوم پانی پت میں درس دیا۔ تقسیم ملک کے بعد ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان آکر جامعہ محمدی شریف جھنگ میں ۱۹۵۱ء تک شیخ الحدیث رہے۔ دار العلوم اہلسنت و جماعت جہلم، جامعہ نعیمیہ لاہور، جامعہ نعمانیہ لاہور اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے شیخ الحدیث بھی رہے۔

مفتی اعجاز ولی خاں حسنِ اخلاق، ایثار و قربانی، حق گوئی، صاحب دلی بے نفسی، حلم و بردباری، قوتِ حافظہ، مسائل فقیہ کے استحضار، صلابت رائے اور تاریخ گوئی میں اپنی مثال آپ تھے۔ بلاشمار علماء نے آپ سے اکتساب فیض کیا چند تصانیف یادگار ہیں۔ ان میں قانون میراث، تسہیل الواضح خلاصہ النحو، تنویر القرآن برحاشیہ کنز الایمان، ترجمہ مکتوبات شیخ عبد الحق محدث دہلوی، ترجمہ کشف الاسرار وغیرہ۔

مختصر علالت کے بعد ۲۴ شوال المکرم ۱۳۹۳ھ / ۲۰ نومبر ۱۹۷۳ء بروز منگل فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی کا لاہور میں انتقال ہوگیا نماز جنازہ مفتئ اعظم پاکستان مولانا سیّد ابوالبرکات احمد رضوی نے پڑھائی، میانی صاحب بہاول پور روڈ لاہور میں آخری آرام گاہ بنی۔

آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادے پاشا صاحب اور ایک صاحبزادی یادگار ہیں[1]

---

(۱) محمد عبد الحکیم شرف قادری، مولانا: تذکرہ اکابر اہلسنت پاکستان ص ۶۳ تا ۶۵، لاہور

مولانا تقدس علی خاں بریلوی

یادگار سلف مولانا مفتی تقدس علی خاں بن مولانا سردار ولی خاں بن مولانا ہادی علی خاں بن مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی رجب المرجب ۱۳۲۵ھ/ اگست ۱۹۰۷ء میں بمقام آستانہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران بریلی پیدا ہوئے۔ اور مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی نے تاریخی نام تقدس علی خاں (۱۳۲۵ھ) استخراج فرمایا۔

آپ نے مدرسہ منظر اسلام بریلی کے علماء سے درسیات کی تعلیم حاصل کی مولانا خلیل الرحمن بہاری، مولانا ظہور الحسین فاروقی رام پوری، مولانا نور الحسین رام پوری، مولانا حسنین رضا خاں بریلوی، مولانا رحم الٰہی منگلوری، مولانا عبد العزیز خاں بجنوری، مولانا مفتی امجد علی رضوی اعظمی سے اکتساب فیض کیا۔ اور مولانا حامد رضا خاں بریلوی نے فتویٰ نویسی کی مشق کرائی۔ ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں سند فراغت سے نوازے گئے۔

بعد فراغت زندگی کا ایک اہم حصّہ مدرسہ منظر اسلام کے لئے وقف کردیا نائب مہتمم اور منصرم رہے۔ مدرسہ کے تمام انتظامات آپکے ہاتھ میں تھے۔ الٰہ آباد بورڈ سے منظوری اور جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن سے رابطہ کرایا۔ تقریباً ۲۵ سال تک منظر اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۱ء میں کراچی تشریف لے گئے بیس سال تک مدینہ مسجد عیدگاہ پیرکوٹ ضلع خیرپور میں خطابت اور امامت کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۵۲ء میں پیر صاحب کی تاج پوشی ہوئی اور ۵ مئی ۱۹۵۲ء کو جامعہ راشدیہ کا افتتاح ہوا۔ آپ جامعہ کے پہلے شیخ الحدیث اور حضرت پیر صاحب پاگاڑہ کے اتالیق استاد مقرر ہوئے۔

۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی سے بیعت ہوئے، مولانا حامد رضا خاں اور مولانا مصطفٰے رضا نوری نے جملہ سلاسل کی اجازت و خلافت سے نوازا آپ کو حجۃ الاسلام کے داماد ہونے کا بھی فخر حاصل ہے۔

۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۸ء پہلا حج ہندستان سے کیا۔ دوسرا حج ۱۳۸۸ھ/
تیسرا حج ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء پاکستان سے کیا

آپکی یادگار میں بے شمار تلامذہ کالجوں، یونیورسٹیوں، دینی مدارس اور مساجد میں خدمت دین انجام دے رہے ہیں۔ امام غزالی علیہ الرحمہ کی تصنیف مکاشفۃ القلوب کا ترجمہ بھی کیا۔ جو ہند و پاک شائع ہو چکا ہے۔

۲۲ر فروری ۱۹۸۸ء/ ۳ر رجب ۱۴۰۸ھ کو وفات ہوئی۔ (۱)

مولانا حشمت علی خاں پیلی بھیتی۔

شیر بیشہ اہلسنت مناظر اعظم ہند مولانا حشمت علی خاںؒ بن حافظ نواب علی خاں نوری ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۳ء میں شہر لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔

مولانا کی تعلیم مولوی سید عین القضاۃ لکھنوی کے مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں ہوئی، حفظ قرآن، تجوید کی سند بروایت حفص بارہ برس کی مختصر میں حاصل کی مدرسہ کا پورا ماحول وہابی تھا مگر والد ابوالوقت مولانا ہدایت رسول نوری رام پوری کے مرید تھے۔ انکی ہدایت پر منظر اسلام بریلی میں داخلہ لیا اور یہیں پر تمام درسی کتب کی تکمیل فرمائی۔ شعبان ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں فراغت ہوئی حجۃ الاسلام مفتی اعظم نے دستار باندھی۔ آپ لاجواب حاضر جواب تھے، امام احمد رضا بریلوی نے ۱۹۳۸ء / ۱۳۵۷ھ میں صرف ۱۰ر سال کی عمر میں اہلسنت وجماعت کی طرف سے مناظر کی حیثیت سے ہلدوانی ضلع نینی تال بھیجا اور وہاں پر مولانا حشمت علی خاںؒ نے مولوی یسین خام سرائی کو زبردست شکست دی اس خوشی میں فاضلِ

(۱) ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے مبسوط سوانح حیات بنام یادگار سلف شائع کی ہے تفصیلات اسمیں دیکھ سکتے ہیں۔ رضوی غفرلہ،

بریلوی نے پانچ روپیہ ماہنامہ وظیفہ مقرر فرمایا۔ جو تاحیات مفسر اعظم مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی بریلوی پوری پابندی سے عنایت فرماتے رہے،

راجپوتانہ علاقہ میں آریا سماج کی تحریک شدھی کو ناکام بنایا، اور پنڈت شردھانند کے تختے ہلادیئے۔ انسداد شدھی میں جماعت رضائے مصطفےٰ کے ساتھ ساتھ تبلیغ کرتے رہے (۱) آپ پر ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء میں قاتلانہ حملہ ہوا مگر بال بال بچ گئے۔ وہابیت و دیوبندیت آپکے نام سے کانپتی تھی۔ بے شمار مناظرے کئے۔ اللہ نے سب میں فتح و کامرانی سے نوازا۔

مولانا حشمت علی خاں رضوی نے تقریباً ۲۰ر کتابیں تصنیف فرمائیں اولاد امجاد میں مفتی مشاہد رضا خاں، مولانا ادریس رضا خاں، مولانا مشہود رضا خاں مولانا معصوم رضا خاں، مولانا ناصر رضا خاں بہترین یادگار ہیں صاحبزادگان اپنے والد کے مشن کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ اور سبھی خدمت دین وملت میں مصروف ہیں۔

۸ر محرم الحرام ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء کو مولانا حشمت علی خاں کا انتقال ہوا محلہ بھورے خاں پیلی بھیت میں آستانہ حشمتیہ کے نام معروف ہے۔ (۲)

مولانا غلام جیلانی اعظمی

حضرت مولانا غلام جیلانی بن مولانا محمد صدیق بن مولانا یار محمد گھوسی ضلع اعظم گڑھ میں (موجودہ ضلع مئو) ۱۹۰۲ء/ ۱۳۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔

(۱) محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: تاریخ جماعت رضائے مصطفےٰ ص ۱۹۹ تا ۲۷۰، رضا اکیڈمی بمبی

(۲) ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم ہمدرد یونیورسٹی دہلی نے "مولانا حشمت علی خاںؒ ایک تحقیقی مطالعہ" کے عنوان سے قابل قدر حالات وخدمات جمع کئے ہیں۔ تاہم مولانا محبوب علی خاں کی "مشاہدات حشمت علی" کو بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ دونوں کتابیں دہلی اور بمبی سے شائع ہو چکی ہیں۔ رضوی غفرلہٗ

مولانا غلام جیلانی اعظمی ابتدائی تعلیم وطن ہی میں حاصل کی، پھر صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی کی معیت میں ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۴ء دالخیر اجمیر شریف کے جامعہ عثمانیہ میں پہنچے، پھر مدرسہ نظامیہ فرنگی محل میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا قطب میاں سے درس لیا۔ مولانا عبدالباری خاص شفقت کرتے تھے۔ تکمیل علوم کے لئے ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء میں منظر اسلام میں داخلہ لیا، مولانا رحم الٰہی منگلوری، مولانا حسنین رضا خاں بریلوی، اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں و مفتئ اعظم سے تکمیل علوم و فنون کیا۔

بعد فراغت مدرسہ محمدیہ امروہہ ضلع مرادآباد، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، مدرسہ مظہر اسلام بریلی، مدرسہ احسن المدارس کانپور، اور مدرسہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف میں تدریسی فرائض انجام دیئے۔ ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء سے تاحیات دارالعلوم فیض الرسول براون شریف ضلع سدھارتھ نگر میں صدر المدرسین رہے درس نظامی کے نصاب کی کتابوں کی تدریس پر پوری دسترس رکھتے تھے۔ عربی ادب سے خصوصی شغف تھا، متقی و عابد و زاہد تھے۔ مولانا غلام ربانی فائق آپ کے صاحبزادے ہیں۔ (۱)

مولانا محمد حامد علی فاروقی رائے پوری

محسنِ ملت مولانا شاہ محمد حامد علی فاروقی موضع قاضی پور چندہا ضلع الہ آباد میں ۱۸۸۹ء / ۱۳۰۷ھ کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد حاجی محمد شاکر علی فاروقی سے حاصل کی، فرنگی محل لکھنؤ بھی دوران تعلیم تشریف لے گئے۔ بعدہٗ مدرسہ منظر اسلام بریلی میں امام احمد رضا بریلوی سے تقریباً ۵ سال تک حصولِ

(۱) محمود احمد قادری، مولانا : تذکرہ علماء اہل سنّت، ص۲۰۶، ۲۰۷، مظفرپور ۱۳۹۱ھ

علوم میں مصروف رہکر تکمیل فرمائی۔ آپ فاضلِ بریلوی سے بیعت تھے، اور اجازت و خلافت بھی حاصل تھی۔

۱۹۲۰ء میں سی جی اینڈ برار (مدھیہ بھارت) کا علاقہ آریوں کا گڑھ بن گیا تھا وہاں پر زور و شور سے شدھی تحریک چلائی جارہی تھی۔ آپ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور شدھی تحریک کے زور کو ختم کردیا اسی ضمن میں مولانا فاروقی پر غداری اور مذہب مخالف پروپیگنڈہ کا الزام عائد کر ۱۹۲۲ء کو جیل میں بند کردیا۔ قید خانے کی چہار دیواری کے اندر سیکڑوں کافروں کو مسلمان بنادیا۔ قید خانے کے حکام ہندو انگریز سبھی آپ کے معمولات اور تقوی و پرہیزگاری سے متاثر تھے۔

مولانا فاروقی نے ۲۵؍اپریل ۱۹۲۴ء میں مدرسہ اصلاح المسلمین و دارالیتامی کی رائے پور کی سرزمین پر بنیاد ڈالی۔ دینی مذہبی رہنمائی کے ساتھ ہی ساتھ قدرت نے سیاسی دوراندیشی اور مدبرانہ صلاحیتوں سے بھی نوازا تھا تقسیم ہند کے وقت مسلمانوں کے پژمردہ دلوں کو جلا بخشی اور اپنے ملک میں رہنے کی ہدایت کرتے رہے۔ ہندوستان کے پہلے وزیراعظم مسٹر جواہر لال نہرو سے خصوصی تعلقات تھے۔ ان کے الیکشن ۱۹۵۲ء کے دوران مولانا فاروقی ہی الیکشن انچارج تھے۔ بابری مسجد (اجودھیا ضلع فیض آباد) اور کشمیر کے مسئلہ پر مسٹر نہرو سے کافی چھڑپیں بھی ہوئیں۔

۱۹۶۰ء میں علماء اہلسنّت و جماعت نے ایک مشترکہ سنی پلیٹ فارم تشکیل دیا جس کا نام آل انڈیا متحدہ محاذ تھا۔ اس کے آپ جنرل سکریٹری رہے۔ اور بے شمار خدمات انجام دیں۔ جماعتِ رضائے مصطفےٰ کے زیر اہتمام آپکے کارنامے روشن اور تابناک ہیں۔

مولانا محمد حامد علی فاروقی ۵ اراپریل ۱۹۶۷ء / ۱۳۸۷ھ کو رائے پور میں انتقال کر گئے، وہیں آپ کا مزار ہے۔ مولانا کے جانشین مولانا محمد علی

فاروقی ہیں۔ جو آپ کے مشن کو فروغ دینے میں مصروف ہیں۔ (۱)

مولانا ابرار حسن حامدی صدیقی تلہری

مولانا مفتی محمد ابرار حسن تلہر ضلع شاہجہانپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد بریلی کے مدرسہ منظر اسلام میں آ گئے، یہاں پر اس وقت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی کے خصوصی درس میں رہے۔ انکی شفقتیں اور محبتیں بے پایاں رہی، چونکہ آپ بے حد ذہین و فطین تھے۔ اردو ادب میں کمال کا ملکہ حاصل تھا۔ فتویٰ نویسی سیکھی۔ حجۃ الاسلام سے ارادت و خلافت حاصل تھی۔

حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کی سرپرستی میں آستانہ عالیہ رضویہ سے ماہنامہ بنام ماہنامہ یادگار رضا بریلی جاری ہوا۔ پہلا شمارہ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں شائع ہوا۔ چھ ماہ کی ادارت قاضی احسان الحق نعیمی بہرائچی نے انجام دی مگر جو محنت ایک ماہنامہ کے لئے ہونا چاہئے وہ پوری نہیں کر سکے۔ اور حجۃ الاسلام نے مفتی ابرار حسن صدیقی تلہری کو ایڈیٹر اور مولانا محمد علی آنولوی کو نائب ایڈیٹر بنا دیا مولانا تلہری نے انتہا تک بحسن و خوبی ادارت کے فرائض انجام دیئے۔ (۲) آپ کے اداریے علم و ادب کے عظیم شہ پاروں میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

مولانا تلہری سیاسی بصیرت اور مدبرانہ صلاحیت کے مالک تھے۔ جماعت

---

(۱) مذکورہ حالات مولانا محمد علی فاروقی مہتمم مدرسہ اصلاح المسلمین رائے پور نے راقم کی فرمائش پر بھیجے تھے۔ انکے شکریہ کے ساتھ شامل کر لئے گئے ہیں۔ رضوی غفرلہٗ

(۲) محمد شہاب الدین، رضوی، ایڈیٹر: یادگار رضا بمبئی ص ۴ (سالنامہ۔ ۱۹۹۴ء) رضا اکیڈمی بمبئی

رضائے مصطفےٰ کے شعبۂ صحافت اور شعبہ دارالافتاء کے اہم رکن تھے۔ (۱) جماعت رضائے مصطفےٰ کی مذہبی، ملی اور سیاسی سرگرمیوں کی رپوٹنگ آپکے قلم سے ہوتی تھی اس وقت تمام موقر اخبارات مثلاً ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رام پور، ہمدم اخبار لکھنؤ، ہفت روزہ الفقیہ امرتسر وغیرہ آپکے مضامین و خبریں شائع ہوتی تھیں، آپ کانگریس کے سخت ترین مخالفین میں تھے۔ کانگریس کے خلاف ایک وقیع فتویٰ بھی جاری فرمایا تھا۔ (۲)

مولانا ابرار حسن تلہری شاندار ادیب، نقاد شاعر تھے۔ مگر عمر نے وفا نہیں کی۔ عالم جوانی ہی میں انتقال ہو گیا۔ (۳)

---

(۱) محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: تاریخ جماعت رضائے مصطفےٰ ص ۵۰، ۵۱، رضا اکیڈمی بمبئی ۱۹۹۵ء

(۲) محمد ابرار حسن تلہری، ایڈیٹر: ماہنامہ یادگار رضا ص ۵ تا ۷، بابت ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ (بحوالہ تاریخ جماعت

(۳) بروایت حضرت مولانا حبیب رضا خاں نوری کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی شریف

اولاد

امین شریعت مولانا سبطین رضا خاں قادری بریلوی

سرپرست انجمن اسلامیہ کانکیر ضلع بستر ایم پی

مخدوم ملت منبع العلم حضرت علامہ مولانا حکیم سبطین رضا قادری رضوی بریلوی اوائل نومبر ۱۹۲۷ء کو محلہ سوداگران بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔

جب مولانا سبطین رضا خاں سن شعور کو پہونچے تو والدین کریمین نے تسمیہ خوانی کا خصوصی انتظام فرمایا۔ اچھے اچھے کپڑے سلوائے گئے، دولہا بنایا گیا اور آپ کے چھوٹے دادا حضرت مولانا محمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے بسم اللہ پڑھائی۔ اور اس تقریب میں بہت سے اعزاء اور والد ماجد کے بہت سے احباب جن کا حلقہ بہت وسیع تھا شریک ہوئے۔

حضرت مولانا سبطین رضا کا بچپن بفضلہ تعالیٰ والدین کی بے پناہ شفقت و محبت کے سایہ میں نہایت خیر و خوبی سے گزرا۔ مولانا حسنین رضا بریلوی نے تعلیم و تربیت اور نشو و نما کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ محلے کے شریر اور کھلاڑی بچوں سے ملنے کی سخت ممانعت تھی۔ اس کی نگرانی رکھی جاتی تھی ایک طرف والد ماجد کا یہی مکان جو اس وقت انکی مردانہ نشست گاہ تھی۔ اگر والد ماجد نہ ہوتے تو ان کا خادم جسے انھوں نے بچپن سے پالا تھا۔ اس کو حکم تھا کہ میری عدم موجودگی میں ان کی نگرانی رکھو اور یہ گھر سے باہر نہ جانے پائیں۔ اس کے علاوہ ایک جانب نانا جان کی بیٹھک، تو دوسری جانب ماموں صاحب کی نشست گاہ اور یہ سب بزرگ بطور خاص نگرانی کرتے۔

مولانا سبطین رضا خاں بریلوی کی تعلیم کا آغاز گھر ہی سے ہوا۔ ابتدائی استاد والدین ہیں۔ نیز قرآن پاک حافظ سید شبیر علی رضوی بریلوی سے پڑھا

ابتدائی فارسی اردو اور خوش نویسی کی مشق خود والد ماجد نے کرائی۔ خطوط نویسی اور کچھ فارسی ماموں مرحوم سے بھی پڑھی۔ شمس العلماء قاضی شمس الدین احمد رضوی جونپوری، سے میزان، منشعب وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ مولینا سبطین رضا مولینا قاضی شمس الدین احمد رضوی جعفری کے ہمراہ روزانہ مدرسہ جایا کرتے تھے۔ ان کی تربیت نے علم کا کندن بنا دیا، بچپن ہی مں فقہ وغیرہ میں مہارت حاصل کرلی تھی۔

مولینا سبطین رضا نے کچھ دنوں بعد دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ لیا اور ابتدا سے انتہا تک جملہ کتب متداولہ کی یہیں پر تعلیم حاصل کی۔ دو سال کے لئے آپ اپنے رفیق درس ڈاکٹر فیضان علی رضوی بیسلپوری (ابن مولانا عرفان علی رضوی بیسلپوری علیہ الرحمہ) کے ہمراہ مسلم یونیورسیٹی علی گڑھ تشریف لے گئے اور جدید علوم میں ماہرین علوم سے اکتساب فیض کیا۔

اساتذہ میں یہ لوگ نمایاں ہیں۔

حضور مفتیٔ اعظم علاّمہ شاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی

۱ صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی رضوی اعظمی
۲ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رضوی فیصل آباد
۳ حکیم الاسلام مولانا حسنین رضا قادری بریلوی
۴ شیخ الادب مولانا غلام جیلانی رضوی اعظمی
۵ حضرت مولانا حافظ عبدالرؤف بلیاوی
۶ شمس العلماء قاضی شمس الدین احمد رضوی جونپوری
۷ حضرت مولانا مفتی وقار الدین رضوی دارالعلوم امجدیہ کراچی
۸ پروفیسر مولینا سیّد ظہیر احمد رضوی زیدی مسلم یونیورسیٹی علی گڑھ
۹ حضرت مولانا غلام یٰسین رضوی پورلوی

مولینا سبطین رضا بریلوی درس نظامیہ کی کتب میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ تدریسی زندگی کا آغاز دارالعلوم منظر اسلام بریلی سے ہوا۔ بعدہٗ قاری غلام محی الدین رضوی شیری کے مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی ضلع نینی تال میں تین سال تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ اسی دوران مدارس اسلامیہ کے سالانہ امتحانات میں ممتحن کی حیثیت سے شرکت کی۔ مولانا سبطین رضا جامعہ عربیہ ناگپور میں درسی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ اس وقت مدرسہ فیض الاسلام کیش کال ضلع بستر، انجمن اسلامیہ کانکیر میں تقریباً ۳۵ سال سے خدمت دینی میں مصروف ہیں۔ اور رائے پور میں ادارہ اہلسنّت کی سرپرستی بھی آپ کے ذمّہ ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار ادارے صوبہ مدھیہ پردیش میں آپ کی سرپرستی میں خدمت دینیہ علوم اسلامیہ انجام دے رہے ہیں۔

حضرت مولینا سبطین رضا خاں کا عقد مسنون مفتی عبدالرشید فتح پوری کی دختر سے ۷ مارچ ۱۹۵۷ء میں ہوا۔ یہ رشتہ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے حسب الانتخاب سے ہوا۔ سات بچے تولد ہوئے جن میں سے دو لڑکے فوت ہو گئے۔ اور دو لڑکے تین لڑکیاں بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں۔

۱ مولانا جنید رضا خاں عرف سلمان رضوی (۳) صالحہ بیگم (۴) صبیحہ بیگم
۲ مولانا عبید رضا عرف نعمان رضوی، (۵) راشدہ بیگم۔

والد ماجد مولانا حسنین رضا علیہ الرحمہ نے آپ کو نو عمری ہی میں حضور مفتی اعظم کے دست حق پرست پر بیعت کرا دیا تھا۔ مولانا سبطین رضا کو مفتیٔ اعظم مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ نے اجازت و خلافت اور نقوش و تعویذات کی اجازت عطا فرمائی۔ نیز والد ماجد علیہ الرحمہ نے بھی اجازت عطا فرمائی۔

حضرت مولینا سبطین رضا بریلوی نے راقم کے نام ایک مکتوب میں حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے متعلق یہ چند الفاظ تحریر فرمائے۔

"سینکڑوں خوبیاں آپ کی ذات مقدسہ میں پائی جاتی تھیں، اور انکی فطرت وعادات میں داخل تھیں۔ جو خوبیاں سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ہیں بلکہ آئے دن جن کا مشاہدہ ہوتا رہتا تھا۔ وہ تھی انکی تواضع اور انکساری، مخلوق خدا کی خدمت گزاری اور دنیا سے بے تعلقی وبے نیازی کہ جس کا آج کے علماء ومشائخ میں فقدان نظر آتا ہے۔ (اِلّا ماشاء اللہ) اور یہی وہ پسندیدہ عادتیں تھیں کہ جن کی وجہ سے اُنھوں نے سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں دلوں کو موہ لیا تھا۔ ذرا غور فرمائیے کہ علم کا وہ کوہِ گراں جس کے سامنے وقت کا بڑے سے بڑا عالم بھی لب کشائی سے گھبراتا اور اُن کے سامنے زانوئے ادب طے کرنے کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتا، لیکن کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ حضرت سے کسی بھی قول وفعل، تعلّی، تفوق برتری کا کبھی بھی اظہار ہوا ہو۔ کبرہ نخوت تو دور کی بات ہے۔ جب کہ آج حال یہ ہے کہ جس کو تھوڑا سا بھی علم حاصل ہوجاتا ہے وہ غرور علم میں مبتلا ہوجاتا ہے، اور ہم چوں من دیگرے نیست کہنے لگتا ہے

حضرت کی ساری زندگی خدمت خلق میں گزری۔ انھوں نے اپنی صحت وآرام کا خیال کیے بغیر آخر عمر تک مخلوق خدا کی خدمت کرتے رہے

عالم دین، مفتی ومحدث، پیر طریقت کے ساتھ آپ بہترین حکیم بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا بخشی ہے۔ (۱)

(۱) محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: مفتی اعظم اور انکے خلفاء ج، ۱ مطبوعہ رضا اکیڈمی

استاذ العلماء علامہ تحسین رضا قادری، رضوی

محدّث جامعہ نوریہ، رضویہ باقر گنج بریلی شریف

ماہر علوم عقلیہ نقلیہ حضرت مولٰنا تحسین رضا خاں قادری رضوی کی ولادت (۱۴ شعبان المعظم) ۱۹۳۰ء کو محلہ سوداگران رضا نگر بریلی شریف میں ہوئی۔

حضرت علاّمہ تحسین رضا خاںؒ کے والد ماجد نے اپنی خسرال محلہ کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ آپ نے اپنی ننہال ہی میں بچپن اور جوانی کا زمانہ گزارا اور اب بھی وہیں قیام پذیر ہیں۔ علاّمہ تحسین رضا نے ابتدأ سیّد شبیر علی بریلوی مرحوم سے قاعدہ بغدادی پڑھا پھر ایک مکتب میں قرآن کریم اور اردو حساب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ فارسی کی ابتدائی کتابیں پرانے شہر کے ایک مدرسہ میں پڑھیں جو اکبری مسجد واقع محلہ گھیر جعفر خاں میں قائم تھا (۱) عربی کی تعلیم کے لئے والد بزرگوار نے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی اور بعد منظر اسلام میں داخلہ کردیا۔ دورۂ حدیث شریف کیلئے والد ماجد کی خواہش کے مطابق علاّمہ تحسین رضا جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد (پاکستان) تشریف لے گئے۔ اور وہاں دورہ حدیث کی کتابیں مولٰنا محمد سردار احمد رضوی محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ سے پڑھیں

حضرت مولٰنا تحسین رضا خاں شعبان المعظم ۱۳۷۵ھ میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد سے سند فراغت حاصل کرکے بریلی شریف واپس ہوئے ۱۹۴۹ء میں مولوی، ۱۹۵۰ء میں عالم، ۱۹۵۱ء میں منشی، ۱۹۵۲ء میں فاضل ادب ۱۹۵۴ء میں کامل کے امتحانات دیئے۔

(۱) قدیمی نام اکبری مسجد اور موجودہ نام مرزائی مسجد ہے۔ رضوی غفرلہٗ

اساتذہ کرام میں درج ذیل حضرات ہیں:

۱ــــ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی ۔ (۱)
۲ــــ حضور مفتیٔ اعظم مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی
۳ــــ محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رضوی فیصل آباد
۴ــــ شمس العلماء مفتی قاضی شمس الدین احمد رضوی، جعفری، جونپوری
۵ــــ شیخ المعقولات مولانا سردار علی خاں رضوی بریلوی
۶ــــ حضرت مولانا غلام یٰسین رضوی پورنوی
۷ــــ حضرت مولانا وقار الدین رضوی، دارالعلوم امجدیہ کراچی
۸ــــ شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی رضوی اعظمی

حضرت علامہ تحسین رضا نے حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے حکم پر فراغت سے قبل ۱۹۵۲ء میں دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں تدریسی سلسلہ کا آغاز کر دیا۔ پھر اگست ۱۹۵۶ء میں فیصل آباد سے آنے کے بعد دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں درس دینا شروع کیا۔ علامہ تحسین رضا نے مظہر اسلام میں ۱۹۷۲ء تک درس نظامیہ کی تعلیم دی پھر دو سال اسی مظہر اسلام بریلی میں صدر المدرسین کے فرائض انجام دیئے۔

علامہ تحسین رضا بعض حالات کی بناء پر ۱۹۷۵ء میں مظہر اسلام سے ملازمت ترک کر کے دارالعلوم منظر اسلام میں بحیثیت صدر مدرس مقرر ہوئے۔ منظر اسلام میں سات سال تدریسی فرائض انجام دیئے۔ ہزاروں طلبہ نے علمی استفادہ کیا۔ بعض ان میں لائق و فائق عالم و فاضل، محدث و فقیہ اور مفتی ہوئے جن سے ملک و بیرون ملک کی علمی دانش گاہیں اور درس گاہیں آج بھی آباد اور فیض بار ہیں۔

۱۹۸۲ء میں جامعہ نوریہ رضویہ بریلی کا قیام عمل میں آیا تو اس کے چلانے

۱؎ حضرت علامہ تحسین رضا بریلوی نے صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے تفسیر جلالین پڑھی ۱۲، رضوی غفرلہٗ

کی ساری ذمہ داری علامہ تحسین رضا کے سپرد کر دی گئی۔ تادم تحریر جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز ہیں۔ ۱۹۸۶ء میں زیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔

علامہ تحسین رضا کا عقد مسنون جناب سعید اللہ خاں بریلوی کی صاحبزادی سے ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ/۲۶ فروری ۱۹۶۷ء بروز اتوار ہوا۔ اولاد و امجاد کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ حسان رضا خاں رضوی
۲ رضوان رضا خاں رضوی
۳ صہیب رضا خاں رضوی
۴ عارفہ بیگم

مولانا حسنین رضا علیہ الرحمہ نے آپ کو ۱۹۴۳ء میں عرس رضوی کے موقع پر حضور مفتیٔ اعظم کے دستِ حق پر بیعت کرا دیا تھا۔ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ کو جلسہ عام میں مفتیٔ اعظم مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی نے اجازت و خلافت عطا فرمائی اسٹیج پر سید العلماء سید آل مصطفےٰ برکاتی مارہروی، برہان الملت مفتی برہان الحق رضوی جبل پوری اور مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن رضوی اڑیسوی وغیرہ اکابر علماء و مشائخ نے خرقہ پوشی کرائی۔ اور حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ نے عمامہ باندھا۔

علامہ تحسین رضا کے والد ماجد کو خاندان رضا کے افراد "صاحب" کہتے، اسی وجہ سے کبھی کبھی صاحبزادگان بھی صاحب کہتے ہیں نیز حضور مفتیٔ اعظم صاحب کہتے۔ آپ تین بھائی ہیں۔ اور سبھی بحمدہٖ تعالیٰ اپنے اپنے مقام پر مایۂ ناز افتخار علماء میں سے ہیں۔ مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ:

"صاحب کے جتنے لڑکے ہیں سبھی خوب ہیں۔ باصلاحیت و بالیاقت ہیں۔ مگر ان میں تحسین رضا کا جواب نہیں۔"

حضرت مولانا حسنین رضا علیہ الرحمۃ مفتیٔ اعظم الشاہ مصطفٰے رضا نوری کا بہت ادب کرتے تھے۔

علامہ تحسین رضا ایک باکمال مفسر، محدث اور کہنہ مشق استاد ہونے کے ساتھ کہنہ مشق شاعر بھی ہیں۔ آپ تحسینؔ تخلص فرماتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

جس کو کہتے ہیں قیامت حشر جس کا نام ہے
درحقیقت تیرے دیوانوں کا جشن عام ہے
عظمت فرقِ شہ کونین کیا جانے کوئی
جس نے چومے پائے اقدس عرش اسکا نام ہے
آرہے ہیں وہ سر محشر شفاعت کے لئے
اب مجھے معلوم ہے جو کچھ مرا انجام ہے
روئے انور کا تصور زلفیں مشکیں کا خیال
کیسی پاکیزہ سحر ہے کیا مبارک شام ہے
تو اگر چاہے تو پھر جائیں سیاہ کاروں کے دل
ہاتھ میں تیرے عنانِ گردشِ ایام ہے
ساقیٔ کوثر کا نام پاک ہے ورد زباں
کون کہتا ہے کہ تحسینؔ آج تشنہ کام ہے

قطعہ

علم غیب رسول کے منکر
ایک حقیقت کو بھول جاتے ہیں
غیب مانا کہ راز ہے لیکن
راز اپنے سے کب چھپاتے ہیں

یادگار سلف مولینا محمد حبیب رضا خاں قادری بریلوی

ناظم اعلیٰ ادارہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران بریلی شریف

نور دیدۂ مفتیٔ اعظم عالم باعمل مولینا صوفی محمد حبیب رضا قادری رضوی ذی الحجہ اگست ۱۹۳۳ء کو محلہ کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی شریف میں پیدا ہوئے
یکّا رنگ، گھنی داڑھی، قدرے سفید، درمیانہ قد، آنکھوں پر کبھی کبھی عینک مسکراتا چہرا ابر مروت و شرافت کا غازہ نمایاں، کلی دار کرتا، بڑی مہری کا علی گڑھ کاٹ پاجامہ، دو پلّی ٹوپی کبھی کبھی شیروانی بھی زیب تن فرماتے ہیں۔ آپ کی شخصیت میں مکمل طور پر بزرگانہ کشش پائی جاتی ہے۔

حضرت مولینا حبیب رضا خاں نے ابتدائی تعلیم گھر پر والدہ ماجدہ اور والد بزرگوار سے حاصل کی، فارسی تعلیم کے لئے دار العلوم منظر اسلام بریلی میں داخلہ لیا اور عربی فارسی کی اعلیٰ کتابیں پڑھیں۔ سلوک اور تصوف میں والد ماجد سے اکتساب فیض کیا۔ وقتاً فوقتاً مفتیٔ اعظم مولانا مصطفٰے رضا نوری کی خدمت میں حاضر ہوکر فیض ظاہری و باطنی سے مالا مال ہوئے۔ حضور مفتیٔ اعظم کے وصال تک انہیں کی خدمت میں رہ کر نوری علم، نوری زہد نوری تقویٰ سے سرشار ہوتے رہے،

اساتذہ کرام درج ذیل ہیں،

۱ حضور مفتیٔ اعظم مولانا الشاہ مصطفٰے رضا نوری
۲۔ حکیم العلماء مولینا حسنین رضا خاں رضوی بریلوی
۳ صدر العلماء مولانا غلام جیلانی رضوی اعظمی

۴ سیّد الاتقیاء مولٰینا تحسین رضا قادری بریلوی محدث بریلی
۵ حافظ انعام اللہ رضوی سابق مدرس شعبۂ فارسی منظر اسلام
۶ حضرت مولانا سیّد احمد علی رام پوری
۷ حضرت مولانا غلام یٰسین پورلوی

مولٰینا صوفی حبیب رضا قادری نہایت سادگی پسند، خوش اخلاق، کم گو اور فقیہہ ہیں۔ باضابطہ طور کسی مدرسہ میں درس وتدریس کا موقع نہیں ملا۔ بعد فراغت آپ حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے دولت کدہ پر رہتے اور آئے ہوئے ملک اور بیرون ملک کے فتاوے اور خطوط کے جواب عنایت فرماتے۔ نیز حضور مفتیٔ اعظم کے اکثر فتاوی کی نقل بھی آپ کے ذمہ تھی۔ اس نقل افتاء نے مولانا صوفی حبیب رضا کو ایک ماہر جزئیات فقہ اور متبحر عالم دین بنا دیا۔ حضور مفتی اعظم کی صحبت کیمیا اثر نے وہ گل کھلائے جو کسی شیخ کامل کی بارگاہ میں برسہا برس رہنے سے بھی نہیں مل سکتے تھے۔ مولانا حبیب رضا قادری ١٩٧٨ء میں فتوٰی نویسی کا آغاز کیا اور اصلاح حضور مفتیٔ اعظم سے لیتے تھے۔

مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ کے وصال کے بعد جانشین حضور مفتیٔ اعظم علاّمہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری القادری دامت برکاتہم القدسیہ نے مرکزی دار الافتاء کی بنیاد رکھی، اس میں خود بھی جانشین مفتیٔ اعظم تحریر فرماتے، اور مولانا حبیب رضا بھی فتوٰی نویسی کی خدمت انجام دے رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ادارہ سنی دنیا کے اہتمام وانتظام کے فرائض انجام دے رہے ہیں، آپ کی صلاحیتوں نے اس ادارہ میں چار چاند لگا دیئے۔ مولانا کی سادگی نے گم نامی کی دنیا میں جا پہنچایا۔

حضرت مولٰینا حبیب رضا بریلوی کے گھر سے مفتیٔ اعظم کو جو تعلق تھا۔ اس کو دیکھنے والے آج بھی بکثرت موجود ہیں، پرانا شہر بریلی مسلمانوں کی ایک بہت بڑی بستی ہے جو کئی محلوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ مفتیٔ اعظم قدس سرّہٗ

اس پوری بستی میں کہیں بھی تشریف لاتے تو مولٰینا حبیب رضا کے گھر ضرور تشریف لاتے، آپ کی شادی حضور مفتیٔ اعظم کی نواسی سے ہوئی اور یہ بھی خوش نصیبی کہ حضرت کے دولت کدہ سے ہوئی۔ وہ بھی اس محبت کا بیّن ثبوت ہے۔

نیز جو خطوط حضور مفتیٔ اعظم نے مولٰینا حبیب رضا کے نام مختلف سفروں میں لکھے، ان سے بھی آپ سے محبت وشفقت کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک خط میں حضور مفتیٔ اعظم تحریر فرماتے ہیں:

برخوردار نور الابصار حبیب میاں سلمہٗ الرحمٰن
وعلیکم والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
وعلیکم والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

طالب خیر بحمدہٖ تعالٰی مع الخیر والعافیہ ہے۔ مولٰی تعالٰی وہاں بھی تم سب کو بخیر وعافیت رکھے، تمہارے والدین کا سایہ رحمت تمہارے سروں پر بامن وعافیت رکھے، تمہاری والدہ کو صحت وطاقت قوت عطا فرمائے۔ آمین

فقیر مصطفٰے رضا قادری غفرلہٗ

دوسرے خط کے سرنامے میں یوں رقمطراز ہیں:

برخوردار راحت جان حبیب میاں سلمہٗ الرحمٰن
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تمہارا خط ملا خیریت معلوم ہو کر مسرّت واطمینان ہوا۔ مولٰی تعالٰی سب کو مع الخیر رکھے میں بھی بفضل تعالٰی بخیر ہوں۔

فقیر مصطفٰے رضا قادری غفرلہٗ

حضرت مولٰینا حبیب رضا ہزاروں میں وہ خوش نصیب شخص ہیں کہ مفتیٔ اعظم نے آپ کو اپنا بیٹا سمجھا اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالٰی نے مجھے ایک بیٹا عطا کیا تھا

پیرانی اماں صاحبہ مولانا حسنین رضا خاںؒ بریلوی کی سب سے چھوٹی صاحبزادی جو جانشین مفتیٔ اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ سے منسوب ہوئیں۔ عربی و فارسی کی تعلیم گھر ہی پر والد ماجد سے حاصل کی، یہ ہماری پیرانی اماں صاحبہ ہیں۔ جن کو راقم السطور امی حضور کہتا ہے۔ صوم وصلوٰۃ کی سختی سے پابند ہیں، نہایت خوش اخلاق، بڑی سیر چشم انتہائی مہمان نواز، نہایت ہی متین و سنجیدہ امی حضور ہیں۔ جانشین حضور مفتیٔ اعظم کے یہاں مہمانوں اور مریدین و معتقدین کی کثرت سے آمد و رفت رہتی ہے، اللہ تعالیٰ نے دونو جہان کی دولتوں سے نوازا ہے، مہمان ایسے وقت پر آتے کہ گھر اور باہر کے تمام افراد کھانا کھا چکے ہیں مہمان کے آمد کی اطلاع ملتے ہی کھانا اور ناشتہ کے لئے کہلوا دیتی ہیں۔ باوجودیکہ کھانے کا وقت نہیں ہے مگر مہمان کی ضیافت ضروری ہے۔ سارے گھر کا نظم و ضبط، ماہنامہ سنی دنیا کی اشاعت کی فکر، مرکزی دارالافتاء کے مفتیانِ کرام کا خیال، الرضا مرکزی دارالاشاعت کی کتابوں کی اشاعت اور آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ کی سرگرمیوں کے لئے مالی تعاون کرتی ہیں۔

میری امیؔ حضور، چھوٹی بی صاحبہ (اہلیہ محترمہ حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہٗ) کے بالکل نقشِ قدم پر ہیں۔ اگر ثانی چھوٹی بی کہا جائے تو بجا ہے۔ بڑی معاملہ فہم اور زیرک ہیں۔ مذہبی و دینی خدمات کے لئے کبھی منع نہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جانشین حضور مفتیٔ اعظم کے گھر کے لئے آپ کا انتخاب فرمایا۔ جن کی وجہ سے حضرت کو بڑی آسانیاں ہیں۔ راقم پر بڑی مہربان اور شفقت و محبت سے پیش آتی ہیں۔ وہ بہت خوبیوں اور خصوصیات کی مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت و سلامتی سے اُن کا سایہ تا دیر قائم و دائم رکھے۔ آمین ثم آمین۔ آپ سے چھ یادگار ہیں جن میں پانچ لڑکیاں اور ایک لڑکے مخدوم گرامی مولانا عسجد رضا خاںؒ قادری (کل ہند صدر جماعت رضائے مصطفےٰ) لڑکیوں کے نام۔ آسیہ بیگم، سعدیہ بیگم، قدسیہ بیگم، عطیہ بیگم، ساریہ بیگم ہیں۔

نادر رشحات

ترک موالات از کفار و مشرکین

مولانا حسنین رضا بریلوی تحریک ترک موالات میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے موقف کے سخت ترین حامی تھے۔ انکی تحریک کو تقویت پہنچانے کے لئے متعدد مضامین لکھے۔ اپنی ڈائری میں ترک موالات سے متعلق یہ آیات نوٹ کیں۔ اس پر وہ تفصیل سے لکھنا چاہتے تھے مگر بعض وجوہ کی بنا پر نہ لکھ سکے۔

آل عمران پ ۳ ع ۲ — ۱۔ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیٔ

مسلمان کافروں سے دوستی نہ کریں مسلمانوں کو چھوڑ کر اور جو مسلمان ایسا کریگا اوسکا خداوند عالم سے کوئی واسطہ نہیں۔

ع ۲ — ۲۔ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواہہم وما تخفی صدورہم اکبر قد بینا لکم الاٰیات ان کنتم تعقلون ۔ ہا انتم اولاء تحبونہم ولا یحبونکم وتومنون بالکتب کلہ

اے ایمان والو غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ وہ تمہاری برائی میں کمی نہ کرینگے۔ تمہارا مصیبت میں پڑنا اونکی دلی مراد ہے۔ برائی انکی باتوں سے جھلک اٹھا، جو برائی انکے دل میں چھپا ہوا ہے وہ بہت بڑا ہے ہم نے نشانیاں کھول کر سنا دیں اگر تم سمجھ رکھتے ہو سنو۔ تم تو ایسے ہو کہ تم اونھیں چاہتے ہو اور وہ تمہیں نہیں چاہتے حالانکہ تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو

۳۔ ان تمسسکم حسنۃ تسؤہم وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بہا وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدہم شیئا ان اللہ بما یعملون محیط

تمہیں بھلائی پہنچے تو اونھیں گراں گذرے۔ تم پر کوئی مصیبت نازل ہو تو دل سے خوش ہوں۔ تم اگر صبر اور پرہیزگاری کرو تو اونکا داؤں تمہیں کوئی نقصان نہ دیگا۔ بیشک اونکے کام خدا کے گھیرے میں ہیں۔

آل عمران پ ۳ ع ۱۵ — ۴۔ ولا تومنوا الا لمن تبع دینکم

یقین نہ کرو مگر اوس کا جو تمہارے دین کا پیرو ہو۔

۵۔ ولتسمعن من الذین اوتوا الکتب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا

فان ذلک من عزم الامور

علم غیب

مولانا کی عادت تھی کہ ایک موضوع پر متعدد آیات و احادیث جمع کرتے پھر جب اس عنوان سے مضمون تحریر کرتے تو ان جمع کی ہوئی چیزوں سے استفادہ کرتے۔ اس سے یہ سہولت ضرور ملتی تھی کہ ماخذ اور اصل منبع پہلے سے ہی موجود رہتا۔ علم غیب سے متعلق ڈائری کا ایک ورق پیش ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم اللہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم — غیب

۱۔ علمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما

اللہ تعالیٰ نے سب کچھ سکھا دیا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل آپ پر بڑا ہے

۲۔ الم نشرح لک صدرک

کیا ہم نے تمہارا سینہ نہ کھول دیا

۳۔ علمنی ربی فاحسن تادیبی

مجھے میرے رب نے علم سکھایا پھر بہت عمدہ ادب بنایا

۴۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

اللہ عالم الغیب ہے پس وہ اپنے غیب پر کسی کو قابو نہیں دیتا مگر جسے انتخاب کرے رسولوں میں سے

۵۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء

اللہ کی یہ شان نہیں کہ عام لوگوں کو غیب سے آگاہ کر دے لیکن اللہ غیب پر آگاہی کیلئے انتخاب کر لیتا ہے رسولوں میں جسے چاہے

۶۔ ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک

یہ غیب کی باتیں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی بھیجتے ہیں

۷۔ وما ہو علی الغیب بضنین

اور ہمارا رسول غیب پر بخیل نہیں کرتا۔

۸۔ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین

اے مسلمانو تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا (ذات سرکار رسالت) اور روشن کرنے والی کتاب آئی (قرآن پاک)

۹۔ قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری

کہا اے رب میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے

۱۰۔ انما الخلافۃ بعدی ثلثین سنۃ ثم الامارۃ

خلافت میرے بعد تیس برس رہیگی اوسکے بعد سلطنت ہو جائیگی

۱۱۔ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للعباس یا ابا الخلفاء

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بطور مزاح اپنے چچا حضرت عباس سے فرمانا۔ اے بادشاہوں کے باپ

۱۲۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ

۱۳۔ ونزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیٔ

تعویذ

مولانا سے مخلوق خدا نے ہر طرح سے فیض حاصل کیا۔ انکی علمی اور روحانی فیوض و برکات عام تھے۔ اسکے ساتھ ہی ساتھ عام مسلمانوں سے کہیں زیادہ غیر مسلمین آپ سے تعویذ لیجاتے گھر پر دردمندوں، حاجت رواؤں اور پریشان حال لوگوں کی بھیڑ ہوتی تھی۔ آپ سب کو ہر قسم کا تعویذ لکھ کر دیتے خدا نے آپکے ہاتھ میں شفا دی تھی۔ بے شمار لوگوں کو فائدہ ہوا ذیل میں پیش ہے اُن کے قلم سے تعویذ کا عکس۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۳۰ ۹۹۶ ۹۹۱ ۳۶۲
۹۶۲ شافی سلام ۹۹۵
۳۹۰ حافظ حفیظ ۱۳۲
۹۹۰ ۱۳۳ ۳۸۹ ۹۶۰

یہ نقش دوکان و مکان کے چوری اور آتش زدگی غیرہ آفات ارضی و سماوی کی حفاظت کیلیے مجرب ہے شیشے میں لگا کر دکان یا مکان میں لٹکائیں

یا رقیب یا وکیل یا سلیم یا کبیر یا مجید اللہ علی کل شئ حفیظ

یا مستطیع — تیرہ سو بار۔ اول آخر تین بار درود شریف بعد نماز فجر۔ طلوع آفتاب سے قبل یا بعد مگر ورد روزانہ ہو۔ تسخیر عامہ کیلیے مجرب ہے

بسم اللہ الرحمن صبح کو ایک سو پانچ مرتبہ اور شام کو ایک سو بار ورد میں رکھنے سے والا حب و تسخیر کا حب مخاطب پر دم کر کے جو بیٹھیگا تو پورا اثر ہوگا اور خوبرکتیں غنی ہو گیا اور ایک ہزار سو بیس بار پڑھنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائیگی۔ اور یہ شخص ان کا حامل ہو جائیگا۔

نماز قضاء حاجت — منقول از حمید الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ گفتہ اند کہ اول حال بسیار افلاس داشتم و بسم تنگ بزرگے رفتم و احوال باو گفتم بزرگ موصوف گفت کہ چہار رکعت نماز بیک سلام بگذار و در ہر رکعت سورہ فاتحہ یکبار و آیۃ الکرسی پانزدہ بار و سورہ اخلاص بیست و پنج بار و بعد سلام تکبیر ار چہل بار یا وہاب تم تجرب

برائے حل دشواریہا — بعد عشا سوتے وقت اول و آخر درود شریف ۱۱-۱۱- بار صرف تین روز ہر صعب بحکم خدا بقدوس آسان شود۔ دعاء ذیل گیارہ سو گیارہ بار

یا شفیق یا رفیق نجنی من کل ضیق